REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ ر دسمبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ — یکم دسمبر کو ملاقات کے دوران حضور کی دائیں پسلی میں اور پیٹ کے عضلات میں بل پڑ جانے کی وجہ سے طبیعت ناساز ہو گئی۔ دن بھر بہت تکلیف رہی۔ ۳ ر و ۴ ر دسمبر کو درد میں بہت خفیف سی کمی ہوئی اور درد صرف پیٹ کے عضلات تک محدود ایک جگہ پر محسوس ہوتی رہی ساتھ ہی حرارت بھی ہو گئی۔ ضعف اور رنجھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ ۴ ر دسمبر کو قارورہ کے معائنہ سے پتہ چلا کہ گردوں میں ہلکی انفکشن (Pyelitis) ہے۔

۶ ر دسمبر کو درد میں کوئی خاص افاقہ نہ ہوا۔ دائیں پسلی اور اس کے ساتھ پیٹ کے پٹھوں میں سوجن بھی ہے۔

۸ ر دسمبر۔ آج حضور کی طبیعت پہلے جیسی ہے البتہ قارورہ کے ٹسٹ سے پتہ چلا ہے کہ انفکشن میں کمی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۳ ر دسمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آپ ۳ ر دسمبر کو پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔ صاحبزادہ مرزا کلیم احمد سلمہ اللہ کی آنکھ کا اپریشن ناسور میں پہلے ۲۶ کو ہوا تھا۔ پٹی اب کھل چکی ہے اور وہ اب ہسپتال سے لاہور میں گھر آ چکے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم صاحبزادہ کو اپنے فضل سے مکمل طور پر صحت یاب فرمائے اور بخیریت واپس دار الامان میں لے آئے۔ آمین۔

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کے ۷۵ ویں جلسہ سالانہ کا روح پرور انعقاد

ہندو پاکستان اور غیر ممالک کے دور دراز علاقوں سے شمع احمدیت کے پروانوں کا روحانی اجتماع

علماء سلسلہ کی دینی و علمی تقاریر۔ پرسوز اجتماعی دعائیں۔ عبادات و نوافل

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد

خدا تعالیٰ کا بے انتہا فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا پچھترواں سالانہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ یہ مبارک جلسہ جس کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھی بتاریخ ۴، ۵، ۶ ر دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار، پیر اور منگل نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے اس روحانی اجتماع میں شرکت کرنے کے لئے احباب جماعت تشریف لائے۔ چنانچہ یو۔پی، بنگال، بہار، اڑیسہ، مدراس، کیرلہ، بمبئی، حیدرآباد، چنتہ کنٹہ، یادگیر، جموں کشمیر وغیرہ کے علاقوں سے شمع احمدیت کے پروانے ان مقدس ایام میں اس مقدس بستی میں آ جمع ہوئے۔

علاوہ ازیں ایک ہندا افراد پر مشتمل ایک وفد پاکستان سے محترم قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ کی قیادت میں تشریف لایا۔ اس وفد میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین چشم و چراغ محترم سید داؤد احمد صاحب، محترم سید میر مسعود احمد صاحب اور محترم مرزا غلام احمد صاحب شامل تھے۔ یہ وفد مورخہ ۲ ر دسمبر رات کے ۹ بجے کے قریب دو بسوں کے ذریعہ محلہ احمدیہ میں وارد ہوا۔ درویشان قادیان اور دیگر مہمانانِ ہندوستان نے اس وفد کا نہایت پرجوش اور ایمان افروز رنگ میں اھلاً و سہلاً و مرحبا کہہ کر استقبال کیا۔ اور ہر احمدی بھائی سے نہایت پرتپاک معانقہ و مصافحہ کیا۔

نیز انگلستان، امریکہ اور افریقہ کے دوست بھی شریک جلسہ ہوتے انہیں میں مشرقی و مغربی افریقہ کے تین افریقی طلباء بھی تشریف لائے ہوئے تھے جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مقیم ہیں، اسی طرح ہماری جرمن بہن محترمہ رشیدہ نوہیل بھی جلسہ سے دو روز قبل تشریف لا کر جلسہ میں شریک ہوئیں۔ جلسہ کے تینوں روز دونوں وقت دن اور رات کو مقررہ پروگرام کے مطابق علماء و مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پُر از معلومات تقاریر ہوئیں۔ احباب جماعت کے علاوہ بڑی تعداد میں غیر مسلم معززین بھی باقاعدگی سے شریک جلسہ ہوتے رہے۔

دن کے اجلاسات احمدیہ جلسہ گاہ میں اور شبینہ اجلاسات مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوئے۔

پہلا دن — پہلا اجلاس

پہلے دن کا پہلا اجلاس مورخہ ۴ ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو ٹھیک ساڑھے دس بجے محترم الحاج حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے تلاوتِ کلام پاک فرمائی۔ اس کے بعد محترم صاحبِ صدر نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس وقت تمام احباب کرام احتراماً کھڑے ہو گئے۔ اور سبھی زیر لب دعاؤں میں مصروف تھے کہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ الْاَحْمَدِیَّۃَ وَالْاَحْمَدِیِّیْنَ وَ الْاِمَامَ وَالْمُبَلِّغِیْنَ۔

جونہی لوائے احمدیت اپنی پوری شان و شوکت اور پر وقار انداز میں فضا میں لہرانے لگا تو جلسہ نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت امیر المومنین زندہ باد کے پرجوش نعروں سے گونجنے لگی۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی۔

افتتاحی تقریر محترم حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ آج خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۵ واں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلسہ سالانہ کی بنیاد اس عظیم الشان ہستی نے رکھی تھی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کئی بشارتیں اور خوشخبریاں وابستہ تھیں۔ جب آپ نے اپنا دعویٰ فرمایا۔ اس وقت ساری دنیا آپ کی مخالف تھی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی بشارتوں کے مطابق وہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا کہ اب ایک بڑی جماعت ساری دنیا میں آپ کے ساتھ وابستہ ہے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرو پرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

محترم صاحب صدر نے دوران تقریر فرمایا کہ یوں تو دنیا میں مختلف قسم کے اجتماعات جلسے، میلے وغیرہ ہوتے رہتے ہیں جن میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے مشاغل سے اپنے دل بہلاتے ہیں لیکن ہمارا یہ اجتماع خالصۃً للہ اور محض دینی و روحانی ہے۔ ان مبارک ایام سے مستفید ہونے اور روحانی خزائن سے اپنی اپنی جھولیاں بھرنے کے لئے احباب مختلف قسم کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کر کے دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ اور دن رات عبادات و ریاضات میں منہمک ہوتے ہیں۔ اور اپنی روح کو صیقل کر کے دلوں میں ایک نیا اور تازہ ایمان لے کر واپس لوٹتے ہیں۔ یہ جلسہ سالانہ کی بڑی برکات ہیں

محترم حضرت صاحب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی جس میں تمام حاضرین جلسہ نے شریک ہو کر اسلام و احمدیت کی سربلندی کے لئے اور امن عالم کیلئے آستانہ الوہیت پر دعا کی۔

پیغام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد محترم میرزا وسیم احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشان ربوہ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور اقدس نے اس مبارک جلسہ کے لئے ارسال فرمایا ہے (یہ پیغام اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

اس جلسہ کی پہلی تقریر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بنگال و اڑیسہ کی تھی۔ آپ نے مندرجہ بالا موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مذہب کا نقطہ مرکزی خدا تعالیٰ کی ذات ہے لیکن وہ کسی کو نظر نہیں آتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ وہ اپنی تجلیات کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

خدا تعالیٰ نے اپنی ہستی پر یقین و ایمان پیدا کرنے کے لئے سلسلہ الہام و وحی جاری فرمایا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے چنیدہ بندوں پر وحی و الہام نازل فرما کر تمام دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دیتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تعلق سے فرماتے ہیں ؎

بن دیکھے کس طرح کسی محبوب پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

فاضل مقرر نے بیان فرمایا کہ ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے رہے ہیں جن کو اسلامی اصطلاح میں نبی اور دیگر مذاہب میں رشی، اوتار، مسیح وغیرہ کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کا وجود اس عالم الغیب ہستی کی زندگی کا کامل ثبوت ہے۔

آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ (۱) بشیر (۲) نذیر یعنی بشیر اُن لوگوں کے لئے ہوں جو اُن کی کامل اتباع کرتے ہیں اور نذیر اُن لوگوں کے لئے جو ان کی تکفیر و تکذیب کرتے ہیں۔

فاضل مقرر نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کے دعوے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تبشیری و انذاری پیشگوئیوں کا مدلل اور دلنشین انداز میں ذکر فرمایا۔ چنانچہ اس تعلق سے آپ نے مصلح موعود۔ آپ کے خاندان اور ذریت کی ترقی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام اور اس کی ترقی اور اس کا شاندار مستقبل۔ جنگ عظیم۔ زلزلے۔ طاعون۔ سیلاب۔ قحط وغیرہ کی پیشگوئیوں کا مفصل ذکر فرمایا۔

احمدیت کیا ہے

دوسری تقریر محترم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بعنوان "احمدیت کیا ہے" ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ احمدیت خالصتہً ایک مذہبی اور بین الاقوامی اسلامی تحریک ہے جو اس صدی میں خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کے قدیم نوشتوں کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوئی ہے۔

دنیا میں مختلف قسم کی سوسائٹیوں تحریکوں اور لیڈروں کی کمی نہ تھی اس کے باوجود ایک ہندو اپنے لئے کرشن اور ایک عیسائی اپنے لئے مسیح اور مسلمان اپنے لئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کو محسوس کر رہا تھا جو ایک نیا ایمان دے کر ان کو حرکت میں لائے۔ ایسے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام اقوام کے موعود بن کر مبعوث ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

"میں عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بُلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بُلایا ہے"۔

اور اس عظیم الشان انسان کی قائم فرمودہ تحریک جس کا نام جماعت احمدیہ ہے۔ اور یہ جماعت درحقیقت اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کے قیام کا اولین مقصد تمام مذاہب عالم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور اس طرح امن عالم قائم کرنا ہے۔ اس مقصد میں خدا تعالیٰ اس روحانی سلسلہ کو کامیابی عطا فرماتا رہا ہے۔ اور دنیا کے کناروں تک یہ جماعت قائم ہو چکی ہے اور اس مقصد کے لئے کوشاں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان سٹیج پر تشریف لائے اور مندرجہ عنوان پر نہایت مبسوط اور دلپذیر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہے کہ ایک بچہ بچپن سے ہی اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور اس ماحول کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لیتا ہے اس بچہ کو اگر اچھا ماحول اور اچھی صحبت مل جائے تو اس کے مطابق اپنی زندگی گذارتا ہے۔ جب خدا نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھدی ہے تو اس نے شروع سے ہی اس بات کا بھی انتظام فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں انسان کی رہنمائی کے لئے اپنی خاص تربیت سے اپنے مامور کو مبعوث فرماتا ہے اور وہ مامور دنیا میں آ کر اپنا کامل نمونہ پیش کرتے ہیں اور اُن کے متبعین اس نمونہ کو اپنا کر اپنی زندگی کو آگے لے جاتے ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ زمرۂ انبیاء میں سے صرف اور صرف ایک ہی وجود ایسا گزرا ہے جسے زندگی کے ہر دور میں سے گزرنا پڑا ہے۔ اور ان کی زندگی کا ہر دور تاریخ میں محفوظ ہے اور یہ کامل وجود سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ کی پیدائش سے لے کر وفات تک خدا تعالیٰ نے ایسے دوروں میں سے گذارا ہے کہ ہر انسان کے لئے آپ میں کامل نمونہ موجود ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے آپ کی ساری زندگی بہترین اُسوہ حسنہ ہے۔ آپ نے خاص طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ سے تعلق رکھنے والے بعض ایمان افروز واقعات کا نہایت دلنشین انداز میں ذکر فرمایا۔ اسی طرح حضرت سرور کائنات صلعم کے عفو عظیم کے متعلق بھی فتح مکہ کے واقعات بیان فرمائے۔ آپ نے بتایا کہ انسانی فطرت میں انتقام اور بدلہ لینے کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے۔ رسول عربی صلعم نے انتقام اور بدلہ لینے کا نہایت بہترین اور سبق آموز نمونہ ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ آپ کا یہ کہ لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا انتم الطلقاء اس بات کا شاہد ناطق ہے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ

نیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اخلاق فاضلہ کے بعض چیدہ چیدہ واقعات بیان فرمائے۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ اور اخلاق فاضلہ کا بہترین تجزیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ کان خلقہ القرآن کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا مجموعہ قرآن کریم ہی ہے۔ یعنی قرآن کریم خدا تعالےٰ کے پاک کلام اور رسول عربی صلعم کے پاک نمونہ اور اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہے

اس ایمان افروز تقریر کے بعد یہ مبارک اجلاس ٹھیک ۲ بجے اختتام پذیر ہوا۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا دوسرا اجلاس ۸ بجے شب مسجد اقصےٰ میں مکرم بابو تاج دین صاحب خوبانی امیر صوبہ کشمیر کی زیر صدارت محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔

مکرم شریف احمد صاحب باٹی (کلکتہ) نے حضرت مصلح موعود رض کی نظم خوش الحانی سے سنائی۔

تحریکات جماعت احمدیہ

اس اجلاس کی پہلی تقریر مندرجہ بالا موضوع پر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی۔ یوپی کی تھی۔ آپ نے بتایا کہ خدا کے مامور جب بھی دنیا میں آتے ہیں تو دنیا کے رہنے والے خدا سے منحرف ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس وقت اس مامور کی سب سے بڑی تحریک یہ ہوتی ہے کہ وہ ان

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

روح پرور پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النّــــــاصِرُ

عزیز از جان قابلِ صد رشک واحترام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آج آپ قادیان کی اس مقدس بستی میں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے رب کے حضور جھکیں اور عاجزانہ دعائیں کریں۔ کہ وہ غلبۂ اسلام واحمدیت کے متعلق اپنے وعدوں کو جلد اور ہماری زندگیوں ہی میں پورا کر دے اور ہماری غفلتیں اور کوتاہیاں اس میں تاخیر کا باعث نہ بنیں۔ وہ خود ہی اپنے فضل سے ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اپنی تمام طاقت اور پوری توجہ اور انتہائی فدائیت اور ایثار اور صدق وصفا کے ساتھ اس کی راہوں پر چلنے کے قابل ہو جائیں اور اس کی رضا کو حاصل کریں اور اس کی نگاہ میں اس بات کے مستحق ٹھیریں کہ ہمارا محبوب رب ہماری زندگیوں ہی میں وہ بشارتیں پوری کر دے جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اس کی برگزیدہ جماعت کو دیا گیا ہے۔ دوسری غرض آپ کے یہاں جمع ہونے کی یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی باتیں اس نیت کے ساتھ سنیں۔ کہ اسوۂ رسول کو اپناتے ہوئے شریعت اسلامیہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں گے۔ پس ان مبارک گھڑیوں کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ کریں۔ دعاؤں۔ ذکر الٰہی۔ نیکی کی باتیں سننے سنانے سے اپنے اوقات کو معمور رکھیں تا ہمارا پیارا رب ہماری جھولیوں کو اپنے فضل۔ اپنی رحمت۔ اپنی رضا سے کچھ اس طرح بھر دے کہ ہماری روح سیر ہو جائے۔ نور السمٰوٰت والارض اپنے نور میں ہمیں کچھ اس طرح لپیٹ لے کہ کوئی شیطانی ظلمت ہمارے قریب بھی بھٹکنے نہ پائے۔

قرآن مجید ایک عظیم کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہی بنی ہے اور اسی کے ذریعہ ہم اس کے نور کو حاصل کر سکتے ہیں پس قرآنی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اس کے نور کو حاصل کریں۔ پہلے اپنے وجود مجسم نور بنائیں پھر یہ شمع نورانی ہاتھ میں لے کر قریہ قریہ اور گھر گھر پہنچیں اور اس عظیم نور کے ذریعہ دنیا کے اندھیروں اور شیطانی ظلمات کو دور کریں۔ تا ہماری یہ دنیا نور میں بسنے والی دنیا ہو جائے اور سب انسان خدا کے حقیقی بندے بن جائیں۔

اسلام صلح کا۔ آشتی کا۔ سلامتی کا۔ امن کا۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا۔ "بانجھ ننسک" کی روحانی کیفیت کا مذہب ہے۔ پس ہر مذہب و ملت کے ساتھ حسنِ سلوک کریں۔ احسان کی راہوں کو اختیار کریں کسی کو بھی زبان یا ہاتھ سے دکھ اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ بلکہ ہر ایک کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ہر ایک سے ہمدردی کریں۔ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کے ساتھ پیش آئیں۔ بلا امتیازِ مذہب و ملت ہر ایک کی بے لوث خدمت کریں۔ قانون کے احترام کو اپنا شعار بنائیں۔ بڑوں کی خواہ وہ کسی مذہب سے ہی کیوں تعلق نہ رکھتے ہوں عزت واحترام کریں۔ اور چھوٹوں پر رحم اور شفقت کی نگاہ رکھیں۔ غرضیکہ اسلام کا کامل نمونہ اور اسوۂ حسنۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی عکس بن کر اپنی زندگیوں کے دن گذاریں تا آسمان کے فرشتوں کی دعائیں آپ کو حاصل ہوں۔ اور زمین پر بسنے والی نگاہیں آپ کو عزت اور احترام سے دیکھیں اور ہر مذہب وملت کے کان آپ کی باتوں کو توجہ اور شوق سے سنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اس کے فضل سے جنت کے سب دروازے آپ کے لئے کھولے جائیں۔ اس کی رحمت کا سایہ ہمیشہ آپ پر رہے۔ اس کی مغفرت اور اس کے نور کی چادر ہمیشہ آپ کو ڈھانپے رکھے۔ اس کی رضا کے عطر کی لپٹیں ہمیشہ آپ کے وجودوں میں سے نکلتی رہیں۔ خدا کرے کہ آپ اس چشمۂ فیض سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہیں۔ اور دنیا ہمیشہ آپ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کرتی رہے۔ آمین۔

(اے میرے عزیز درویشو! اے اس پاک اور مقدس بستی کے مکینو! رب عزیز نے اپنے بے پایاں فضل سے "ان بیوتٌ مرفوعۃٌ" کو آباد رکھنے کی ایک ایسی خدمت تمہارے سپرد کی ہے کہ اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ نباہ لو اور بشاشت کے ساتھ ادائیگی فرض کی تلخیاں برداشت کر لو۔ تو قیامت تک تمہارا نام رشک اور احترام سے لیا جائے گا اور آنے والی نسلیں تم پر فخر کریں گی۔ آج تمہارا رب تم سے انتہائی ایثار کا مطالبہ کر رہا ہے تا وہ اپنے انتہائی فضلوں اور رحمتوں کا تمہیں وارث بنا دے۔ آمین یا رب العالمین۔)

(دستخط) مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

یکم دسمبر ۱۹۶۶ء

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۵ اردسمبر ۱۹۶۶ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۵واں سالانہ جلسہ

——— مختصر کوائف ———

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۵واں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر بڑی کامیابی سے منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے تین چار سو کے قریب احباب اور پاکستان سے ۷۹ دوست اور دیگر ممالک سے ۲۱ نفوس شریک ہوئے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کی وہ بات جو اس نے اپنے مامور کو آج سے کم و بیش اسّی سال پہلے بتائی تھی قادیان کی مقدس بستی میں دارد ہونے والے ہر شخص کے ذریعہ ایک بار پھر پوری ہوئی کہ یاتون من کل فج عمیق۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

جلسہ کی مقررہ تاریخوں سے چند روز قبل ہی مہمانانِ کرام کی آمد شروع ہو گئی اور ۱۶ دسمبر کو ہی احمدیہ محلہ میں اچھی خاصی چہل پہل نظر آنے لگی۔ جلسہ کے سلسلہ میں مقامی درویشان نے مقبرہ بہشتی اور محلہ احمدیہ کی صفائی میں خلوص و محبت سے کام کیا اور اپنی اپنی طاقت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ آرام اور سہولت پہنچانے کیلئے ہر ممکن تیاری کی جس میں مہمانانِ کرام کے قیام و طعام کیلئے حسب ہدایات محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ چند روز قبل ہی سے ضروری انتظامات مکمل کر لئے گئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے دنوں میں کوئی غیر معمولی دقت پیش نہیں آئی بلکہ تمام امور بحسن و خوبی انجام پذیر ہوتے رہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

گزشتہ سال حالات کے ناسازگار ہونے کے سبب پاکستانی حضرات قادیان کے مبارک اجتماع میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ مگر اس سال بحمد اللہ کہ جہاں پاکستان کی حکومت نے ایک سو کے قریب پاکستانی احمدی احباب کو اس جلسہ میں شمولیت کی اجازت دی وہاں حکومت ہند نے ایسے زائرین کو قادیان آنے کی نہ صرف اجازت بخشی بلکہ فیروزپور بارڈر پر اس قافلہ کا سرکاری سطح پر استقبال کیا اور ایک ڈپٹی صاحب کو نمائندہ کے طور پر بھیجا۔ ممبران قافلہ کو دوپہر کا کھانا پیش کیا۔ اور سرکاری بسوں پر سوار کر کے قادیان پہنچایا۔ اور واپسی پر بھی اسی طرح سرکاری بسوں پر ہی قافلہ کو قادیان سے فیروزپور بارڈر تک لے جایا گیا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

پاکستانی زائرین کا یہ قافلہ مورخہ ۱۶ دسمبر کو صبح کے وقت لاہور سے روانہ ہو کر ساڑھے بارہ بجے کے فیروزپور بارڈر [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

قافلہ کی پیشوائی کیلئے جماعت کی طرف سے مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ بذات خود فیروزپور بارڈر پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے ہمراہ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے بھی تھے جن کے اثر و رسوخ اور غیر معمولی محبت و الفت کے سبب اہل قافلہ کو بہت آرام رہا۔

چونکہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی جلسہ سے قبل مع اہل و عیال پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اسلئے آنموصوف بھی قافلہ کے ساتھ ہی تشریف لائے البتہ اہل و عیال تشریف نہ لا سکے کیونکہ صاحبزادہ مرزا کلیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ کا اپریشن مورخہ ۱۶/۱۱/۶۶ کو لاہور میں ہوا۔ اس لئے ڈاکٹری ہدایات کے تحت حضرت بیگم صاحبہ کو وہیں رکنا پڑا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

پاکستانی قافلہ ۱۶ دسمبر کو ہی بوقت سوا نو بجے شب سرکاری بسوں پر قادیان پہنچ گیا۔ احمدیہ جلسہ گاہ کے پاس قافلہ کا استقبال کیا گیا۔ باوجود سخت سردی کے تمام درویشان اہل قافلہ کی پیشوائی کے لئے مقام استقبال میں پہنچے ہوئے تھے۔ روشنی علاوہ بجلی کے بلبوں کے دفتر افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے گیسوں کا انتظام کیا گیا تھا جونہی زائرین کی دونوں بسیں مع اپنی کار کے مقام استقبال پر پہنچیں اھلاً و سھلاً و مرحبا سے فضا گونج اٹھی۔ آنے والے دوست درویشین سے مل کر خوش ہوئے۔ قادیان کی مبارک سرزمین میں داخل ہو کر قلبی راحت محسوس کی۔ اور رقت کے عالم میں اپنی اپنی فرودگاہوں کو روانہ ہو گئے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سابقہ عمارت بہت خستہ ہو جانے کے سبب اسی سال جدید پختہ عمارت کا ایک حصہ مکمل کر دیا گیا تھا جس کے افتتاح کی رسم بتاریخ ۱۸ دسمبر بروز بدھ بوقت ساڑھے گیارہ بجے عمل میں لائی گئی۔ اس تقریب کے لئے محترم میر داؤد احمد صاحب ناظر خدمت درویشان ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ محترم میر صاحب نے عمارت کے باہر کھڑے ہو کر ایک مختصر مگر جامع تقریر فرمائی جس میں آپ نے بیان فرمایا کہ یہ وہ لنگر خانہ ہے جس کی ابتدا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے گھر سے ہوئی اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اسے ایسی وسعت دی کہ اس روز سے اب تک باقاعدہ طور پر مرکز سلسلہ میں آنے والے مہمانانِ کرام کے قیام و طعام کا انتظام ہے۔ قادیان اور ربوہ میں یہ سلسلہ دن بدن وسعت پذیر ہے۔ محترم میر صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی شعر سے

لفاظات الموائد کان اُکلی
فصرت الیوم مطعام الاھالی

کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر برکت دی کہ اب ہزاروں ہزار نفوس اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ مختصر تقریر کے بعد آپ نے افتتاح کی رسم ادا فرمائی اور لمبی پر سوز اجتماعی دعا ہوئی۔ جس کے بعد منتظمین لنگر خانہ نے حاضر الوقت دوستوں میں مٹھائی بھی تقسیم کی۔ افتتاح کے موقع پر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کے بزرگان کے علاوہ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ بھی موجود تھے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

جلسہ کے تینوں روز دو دو اجلاس بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئے پہلا اجلاس ۱۰/۱/۲ بجے سے ۱ بجے تک احمدیہ جلسہ گاہ میں اور دوسرا اجلاس روزانہ ۲ بجے سے ۴/۱/۲ بجے تک مسجد اقصیٰ میں جہاں لاؤڈ سپیکر اور روشنی کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ مسجد کے اندرونی حصہ و صحن پر چندہ سال گزشتہ کی طرح اس سال بھی خوشنما پردے لٹک رہے تھے جس سے اندر بیٹھنے والوں کو سردی سے بچاؤ کا بڑا ہی اچھا انتظام تھا۔

دونوں اجلاسات میں احباب جماعت بڑی دلچسپی سے شریک ہوتے رہے۔ بلکہ دیگر غیر مسلم دوست بھی دن کے اجلاسات میں بڑی تعداد کے ساتھ شریک ہوتے رہے اور پوری توجہ کے ساتھ تقریری پروگرام کو سنتے رہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

اندرون ملک اور بیرونجات سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے آنے والے دوستوں کی تمام تر خواہش اور تمنا یہی ہوتی ہے کہ مبارک ایام سے زیادہ سے زیادہ روحانی استفادہ کریں اسلئے بفضلہ تعالیٰ حسب سابق اس سال بھی احباب نے اپنی اپنی ہمت اور توفیق کے مطابق ایسا ہی کیا چنانچہ علاوہ فرض نمازوں کی حاضری کے بیشتر اوقات احباب مسجد مبارک مسجد اقصیٰ اور بیت الدعا میں نوافل کی ادائیگی ذکر الٰہی اور دعاؤں میں لگے رہے بلکہ بعض مساجد اور بیت الدعا میں شرعی طور پر ممنوعہ اوقات کے سوا باقی تمام اوقات میں احباب کو انہیں مشاغل میں مشغول پایا گیا یہ دوست کچھ اس طرح انقطاع الی اللہ کا نمونہ بنے دکھائی دیتے تھے کہ اس منظر کو دیکھنے والا غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالیٰ ان سب کی دعاؤں کو قبول فرمائے اور انکی سب نیک مرادوں کو پورا کرے۔ آمین۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

جلسہ کے تمام ایام میں جبکہ مقامی طور پر تو یہ معمول ہی ہے کہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد تمام مساجد میں باقاعدگی سے درس ہوتا ہے چنانچہ علاوہ دیگر کے مسجد مبارک میں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد روزانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اربعین کا درس دیتے رہے جبکہ خاکسار راقم الحروف کو مسجد اقصیٰ میں تفسیر کبیر کے درس دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ البتہ مورخہ ۱۹ دسمبر کو صبح کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں ۵ زبانوں میں تقاریر کا پروگرام تھا جس کی مفصل رپورٹ دوسری جگہ دی جا رہی ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

جلسہ کے درمیانے روز مورخہ ۱۹ دسمبر کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بعض نکاحوں کے اعلانات فرمائے اور ایک لمبا اور پرمغز خطبہ دیا۔

۲۰ دسمبر کو محترم مولانا عبد الرحمٰن فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مولوی سید بشارت احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ مرحوم کا تابوت مقبرہ بہشتی میں تدفین کیلئے قادیان لایا گیا تھا۔ مورخہ ۲۰ دسمبر کو صبح ۹ بجے مزار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دعا ہوئی۔ جس میں حاضر الوقت احباب کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

۲۱ دسمبر کو پاکستانی زائرین کی واپسی کا پروگرام تھا چنانچہ سرکاری بسیں احمدیہ چوک میں آکھڑی ہوئیں۔ ممبران قافلہ نے اپنا اسباب بسوں میں رکھا اور ٹھیک ۱۱/۱/۲ بجے اجتماعی دعا کے ساتھ جو محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب نے کروائی بسیں روانہ ہو گئیں۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ فیروزپور بارڈر تک چھوڑنے گئے۔ منتظمین جلسہ سالانہ کی طرف سے اہل قافلہ کیلئے دوپہر کا کھانا ساتھ ہی دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ مختلف مراحل طے کرنے کے بعد ۴ بجے رات زائرین کا یہ قافلہ بخیر و خوبی بارڈر عبور کر گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

احمدی خواتین نے جلسہ کی تمام کارروائی زنانہ جلسہ گاہ میں پردہ کی رعایت کیساتھ بذریعہ لاؤڈ سپیکر سنی۔ البتہ جلسہ کے درمیانے روز یعنی ۱۹ دسمبر کو خواتین کے جلسہ کا علیحدہ پروگرام تھا جس کی تفصیلی رپورٹ علیحدہ شائع ہو گی۔ اس جلسہ میں ہماری احمدی جرمن بہن نے بھی انگریزی میں تقریر کی جس میں اپنے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے پرلطف حالات بتائے اور قادیان کی زیارت میسر آنے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ یاد رہے کہ ہماری یہ بہن جلسہ میں شمولیت کی غرض سے مورخہ ۱۲/۱۲/۶۶ کو بمبئی سے قادیان پہنچیں اور مورخہ ۲۳ دسمبر کو واپس بمبئی کیلئے روانہ ہو گئیں جہاں سے غالباً آپ تشریف لے جائیں گی۔ [illegible] اس جلسہ میں چھوٹی عمر کی مقررات کے علاوہ خواتین کی بھی دلچسپ تقاریر ہوئیں۔ اجلاس کی صدارت محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کی بیگم صاحبہ نے فرمائی۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

حیدرآباد یا دیگر کے بیشتر حضرات جو بصورت قافلہ آئے تھے ۲۱ دسمبر کو ہی واپس اپنے مقامات کیلئے روانہ ہو گئے۔ بعض دوسرے دوست نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے ٹھہر گئے۔ چنانچہ بنگال بہار اڑیسہ، یوپی، کشمیر وغیرہ مقامات کے بہت سے دوست نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہی اپنے گھروں کو رخصت ہوئے جبکہ بعض دیگر دوستوں نے مسیح پاک کی مرکزی برکات سے مستفید ہونے کے لئے چند روز مزید قیام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح جو شخص بھی دور دراز کا سفر کر کے اس الٰہی جلسہ میں شمولیت کیلئے آیا اپنے ظرف اور

بہم رحمت کے مطابق [illegible] روحانی فیض حاصل کیا اور بامراد واپس لوٹا۔ خدا تعالیٰ ان سب کے سفر کو ہر جہت سے موجب برکت بنائے، سب کی نیک مرادوں کو پورا کرے اپنی رضا مندی کی راہوں سے سب کو حصہ دے

خطبہ جمعہ

تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان

تحریک جدید کے تمام مطالبات قرآن مجید کے پیش کردہ مطالبہ جہاد کی ہی مختلف شقیں ہیں

دفتر دوم کے مجاہدین کو بہت چست ہونے کی ضرورت ہے

دفتر سوم کے وعدے بھی کم از کم ایک لاکھ تک ہونے چاہئیں

اللہ تعالیٰ کے شاکر بندے بننے کی کوشش کرو تا کہ تمہیں محض اسی کے فضل سے مزید قربانیوں کی توفیق ملے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ:- مکرم مولوی محمد صادق صاحب ساٹری انچارج شعبہ زود نویسی ربوہ

تشہد، تعوذ اور فاتحہ شریف کی تلاوت کے بعد حضور پُرنور نے یہ دو آیہ کریمہ پڑھیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور پھر فرمایا:-

آج میں

تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان

کرنا چاہتا ہوں۔ مالی قربانیوں کے لحاظ سے تحریک جدید کے اس وقت تین حصے ہیں اور وہ تین دفتر کہلاتے ہیں۔ دفتر اول، دفتر دوم، دفتر سوم۔ دفتر اول کا تینتیسواں سال جا رہا ہے۔ دفتر دوم کا بائیسواں سال جا رہا ہے اور دفتر سوم کا پہلا سال جا رہا ہے۔ تحریک کے بہت سے مطالبات ہیں جن کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں پانچ چھ خطبات دیئے۔ اگر آپ ان خطبات کا مطالعہ کریں تو آپ جان لیں گے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن میں

ایک نہایت ہی اہم اور زبردست سکیم

تھی جس کی اہمیت بتاتے ہوئے ہی حضور نے غالباً دس سے زائد خطبات دیئے تھے۔ میں نے گذشتہ دنوں ان خطبات کو دوبارہ پڑھا اور ان پر غور کیا تو میری توجہ اس طرف گئی کہ تمام مطالبات جو تحریک جدید کے ضمن میں اس سکیم کے ماتحت آپ نے جماعت احمدیہ سے کئے ہیں۔ وہ سارے کے سارے قرآن مجید کے پیش کردہ

مطالبہ جہاد کی مختلف شقیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ اے وہ لوگو جو دعوے کرتے ہو کہ ہم خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تعلیم پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف لائے ہیں ایمان لاتے ہیں۔ آؤ میں ایسی تجارت کی نشاندہی کروں کہ اگر تم یہ سودا اپنے رب سے کر لو تو تم عذاب الیم سے بچ جاؤ گے۔ جو ان لوگوں کے لئے مقدر ہے جو اس قسم کا سودا اور اس قسم کی تجارت اپنے پیدا کرنے والے سے نہیں کرتے فرمایا۔ تؤمنون باللہ

ایک تو یہ کہ تم اپنے دل اور زبان اور اپنی کوششوں سے یہ ثابت کرو کہ تم واقعہ میں ایمان لائے ہو۔ یہ تمہارا محض ایک کھوکھلا اور زبانی دعویٰ ہی نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ کہ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ تم اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے

جہاد اور مجاہدہ کرو۔

سبیل اس راہ کو کہتے ہیں جو کسی خاص منزل پر پہنچانے والی ہو۔ تو سبیل اللہ وہ راستہ ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ راہ جو خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیتی ہے وہ راہ جو خدا کی رضا کے حصول میں ممد و معاون ہے۔ وہ راہ جس کے آخر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کو مل جاتی ہے اور پھر انسان بھی اپنے تمام دل، اپنی تمام روح، اور اپنے تمام حواس کے ساتھ اپنے مولیٰ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ بلکہ اس کے رگ و ریشہ میں اپنے رب کی محبت پیوست ہو کر نکل رہی ہوتی ہے۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جس تجارت کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں اور جس کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے اپنی جانوں کو مجاہدہ میں ڈال لو۔ اور

تمہارا یہ مجاہدہ اور تمہارا یہ جہاد

اموال کے ذریعہ سے بھی ہو۔ اور تمہارے نفوس کے ذریعہ سے بھی ہو ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور اگر تمہیں حقیقت کا علم ہو جائے تو تم سمجھ جاؤ کہ در اصل اسی چیز میں تمہاری بھلائی ہے

اس خَیْرٌ لَّکُمْ کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۱۹ میں یوں فرمائی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے مجاہدہ کیا اس رنگ میں کہ انہوں نے خواہشاتِ نفسانی کو خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑا۔ اس رنگ میں کہ انہوں نے

اپنے پیدا کرنے والے کی خوشنودی

کے حصول کے لئے گناہوں سے اجتناب کیا۔ ھَاجَرُوْا اور جنہوں نے اپنے اموال، اپنے املاک، اپنی جائدادوں، اپنے عزیز اور اپنے شہر اور اپنے ملک کو خدا تعالیٰ

کی خاطر ترک کیا اور خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے گئے۔ وَ جَاھَدُوْا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے نیکی کے راستوں پر شدت اور استقامت کے ساتھ قدم مارا۔ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو امید رکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں حاصل ہو جائے گی۔

اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ

یہ وہ لوگ ہیں

جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھ سکتے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ضرور مل جائے گی۔ پھر اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ جو شخص بدیوں کو ترک نہیں کرتا۔ اور نیکیوں کو اختیار نہیں کرتا۔ وہ یہ امید نہیں رکھ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے رحمت کے ساتھ سلوک کرے گا۔ یہ امید کہ میرا رب میرے ساتھ رحمت کا سلوک کرے گا وہی رکھ سکتا ہے جو بدیوں کو ترک کرتا اور نیکی کی راہوں کو اختیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا کہ جب تم بدیوں کو ترک کر کے نیکیوں کو اختیار کر لو گے میری

رحمت کے امیدوار بن جاؤ گے

تو پھر میں اپنے فضل کے ساتھ حقیقتاً اور واقعتاً تمہیں اپنی رحمت عطا کروں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ (آیت ۵۵)

فرمایا کہ بعض انسان تو ایمان لانے کے بعد ارتداد اختیار کر جاتے ہیں۔ اور بعض ایمان لاتے اور پھر پختگی اور استقلال اور فدائیت کے ساتھ اس پر قائم ہو جاتے ہیں۔

وہ لوگ جو استقلال کے ساتھ

نیکیوں پر مداومت

اختیار کرتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے اور اس کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مومنوں پر شفقت کرنے والے ہیں (ہر مومن تمام دوسرے مومنوں سے آگے بچھتا چلا جاتا ہے)

یہ وہ لوگ ہیں

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ جو کافروں کے مقابلہ پر سخت ہیں۔ جب کافر اچھے لوہے کی تلواریں لے کر ان کے مقابلہ پر آتے ہیں۔ تو ان کی ٹوٹی ہوئی۔ خراب اور ناقابلِ اعتبار لوہے کی بنی ہوئی تلواریں بھی ان کافروں کی تلواروں کے مقابلہ میں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے عملاً سخت نظر آتی ہیں۔ کیونکہ ان کی کاٹ زیادہ نظر آتی ہے اسی طرح جب یہ لوگ دلائلِ حقہ کے ساتھ کافروں کے باطل عقائد اور ان باطل عقائد کے حق میں باطل دلائل کا مقابلہ کرتے ہیں تو ان کے منہ بند کر دیتے ہیں۔ اور جب کافر لوگ مختلف قسم کی رسوم اور بدعات کے ذریعہ اور مختلف قسم کے لالچ دے کر ان کو راہِ صداقت سے ہٹانا چاہتے ہیں تو یہ لوگ ان کا اثر قبول نہیں کرتے (اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ)

فرمایا کہ ہم نے ایسے گروہ سے

محبت کا سلوک

کرتے ہیں تو آگے لئے کہ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی پوری طاقت اور پوری قوت اور اپنے پورے وسائل اور تمام تدابیر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس کے راستہ میں مجاہدہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور کسی موقع پر بھی کسی

ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف

ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتا وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ ہماری برادری کیا کہے گی وہ صرف یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا رب کیا کہے گا۔ ان کے دلوں میں یہ خوف پیدا نہیں ہوتا کہ جس ماحول میں ہم رہ رہے ہیں اس میں ہم نے خدا کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف رسوم کو ادا نہ کیا۔ تو ہماری ناک کٹ جائے گی کیونکہ وہ اس یقین پر قائم ہوتے ہیں کہ ناک کا کٹنا یا ناک کا رکھنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے اور ساری عزتیں اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

وہی تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے

تو فرمایا وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ

ــــ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ پہلے فرمایا تھا۔ کہ تم امید رکھ سکتے ہو کہ پھر تمہارا خدا تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اب یہاں یہ وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ جو ان سے عملاً محبت کرنے لگ جاتا ہے تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے بظاہر بدیوں کو چھوڑا اور بظاہر نیکیوں کو اختیار کیا بلکہ چونکہ ہر انسان کے اعمال اور خیالات میں کچھ چھپی ہوئی برائیاں اور کمزوریاں رہ جاتی ہیں۔ اس لئے کوئی شخص یہ امید نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ ہی

اسلامی تعلیم کے مطابق

اسے ایسی امید رکھنی چاہئے کہ وہ محض اپنے اعمال یا اچھے خیالات یا اچھی زبان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو ضرور حاصل کرے گا۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔

ــــ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اور وہ اپنی محبت کی خلعت سے صرف اسے ہی نوازتا ہے۔ جو اس کی نگاہ میں پسندیدہ ہوتا ہے (مَنْ يَّشَآءُ)

اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک اور بات بھی بتائی وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ علمِ غیب رکھتا ہے اس لئے جب وہ چاہتا ہے اپنی صفت وَاسِعٌ کا اظہار کرتا ہے۔

پس یہاں یہ امید دلائی کہ

یہ مقام قرب و رضاء

جس کی طرف یہ آیت اشارہ کر رہی ہے اس کی کوئی انتہا نہیں۔ ہر مقام قرب کے بعد قرب کا ایک اور مقام بھی ہے کیونکہ انسان کسی شکل میں بھی کیوں نہ ہو۔ اس مادی دنیا میں مادی جسم کے ساتھ یا اس اخروی زندگی میں ایک روحانی جسم کے ساتھ اس کے اور اس کے رب کے درمیان غیر محدود فاصلے ہیں۔ یعنی قرب ایک نسبتی چیز ہے اور اگر انسان قرب کی راہیں ابدی طور پر ہر آن طے کرتا چلا جائے تب بھی وہ خدا کے قرب کا آخری مقام حاصل نہیں کر سکتا جس کے اوپر کوئی اور مقام قرب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو بڑی ہی ارفع ہے۔ بلندی کے بعد بلندی انسان کو حاصل ہوتی رہتی ہے اور خوش قسمت انسانوں کو حاصل ہوتی رہے گی۔ لیکن یہ فاصلے غیر محدود ہیں۔ اور

قرب کی غیر محدود راہیں

کھلی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ کہ جس پر وہ نگاہِ رضاء ڈالتا ہے اس کو اس کی محبت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ مقام رضاء ایسا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر عاجزانہ دعائیں اس کی محبت میں اضافہ کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور مزید فضل اور بخشش کا اسے وارث قرار دیتی ہیں۔ پھر جب وہ مزید فضل اور بخشش کا وارث بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا پہلے سے بھی زیادہ شکر گذار بندہ بن جاتا ہے اور جب وہ پہلے سے بھی زیادہ شکر گذار بندہ بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے سے بھی زیادہ اس سے محبت کا سلوک کرنے لگ جاتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ خدا مجھ سے پہلے سے بھی زیادہ محبت کا سلوک کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اور بھی زیادہ جھک جاتا ہے اور اس طرح ایک تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔ اور ہر آن بندہ خدائے واسع کی صفتِ واسع کا مشاہدہ کرتا چلا جاتا ہے۔

پس فرمایا کہ

مجاہدہ کرو

پھر فرمایا کہ تم مجاہدہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اس صورت میں صرف امیدوار ہو سکتے ہو۔ ہاں اگر تم بدیوں کو چھوڑ دو نہیں اور نیکیوں کو اختیار نہ کرو تو پھر کس طرح امید رکھ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے رحمت کا سلوک کرے گا۔ لیکن اگر تم ایسا کرو تو ابھی صرف یہ ایک امید ہے۔ ابھی واضح نہیں جب تک اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو جائے تو یہ امید حقیقت بن جاتی ہے۔

مجاہدہ کے معنی

کو جب ہم قرآن کریم کی دوسری آیات کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتوں کو جہاد یا مجاہدہ میں شامل کیا ہے۔ اور یہاں میری مراد مجاہدہ سے "نیکیوں کا اختیار کرنا" ہے۔ جو مجاہدہ کا ایک پہلو ہے "بدیوں کو چھوڑنا" دوسرا پہلو ہے مگر میں اس وقت پہلے حصہ کے متعلق ہی بیان کر رہا ہوں

اللہ تعالیٰ سورۃ انفال میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَالَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا
(آیت ۷۵)

اس آیہ میں

مجاہدہ کی مندرجہ ذیل قسمیں

بیان کی گئی ہیں:-

(۱) ایک مجاہدہ ہے جو ہجرت کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ایک تو وہ بڑی ہجرت ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے کی اور ایک وقت آنے پر آپ نے فرمایا کہ اب اس قسم کی ہجرت نہیں رہی۔

پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے کوشش کرتے تھے۔ اور خدائے واحد کی صفات کو بلند آواز سے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ پھر کچھ لوگ آپؐ کے ساتھ شامل ہوئے اور اہلِ مکہ نے اور ان لوگوں نے جو مکہ کے گرد رہنے والے تھے اتنے دکھ اور ایذائیں اس چھوٹے سے گروہ کو دیں کہ دنیا کے تختہ پر دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا اور گروہ نہیں ہے جس کو اتنا لمبا عرصہ اس قسم کی شدید تکالیف اور ایذاؤں میں سے گذرنا پڑا ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان ایک اور طرح سے لینا چاہا۔ وہ یوں کہ حکم دیا کہ ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑ دو اور اپنے رشتہ داروں کو جو مسلمان نہیں ہیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دو۔ اور اس ماحول کو بھی جس میں تم رہتے ہو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر دوسری جگہ (مدینہ) چلے جاؤ۔

چونکہ کچھ عرصہ بعد تک بھی حالات ویسے ہی رہے اس لئے یہ ہجرت قائم رہی لیکن اس کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ اس قسم کی ہجرت کا ماحول اب نہیں رہا اس لئے اب اس قسم کی ہجرت بھی نہیں رہی۔ مگر وہ ہجرت کا اطلاق تھی ایک خاص واقعہ ہجرت پر۔ ورنہ

ہجرت اپنے عام معنے کے لحاظ سے

قیامت کے لئے قائم ہے اس لئے قرآن کریم میں آتا ہے هَاجَرُوا اور قرآن کریم کا کوئی لفظ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ تو فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا کی خاطر اپنوں کو اپنی املاک کو چھوڑتے ہیں (مثلاً آجکل کے زمانہ میں واقفین زندگی اپنے گھروں کو چھوڑ کر غیر ممالک کو چلے جاتے ہیں۔ جہاں کے رواج بھی مختلف، جہاں کے حالات بھی مختلف، جہاں کے کھانے بھی مختلف۔ پھر بڑی تنگی اور بڑی سختی کے دن وہاں گذارتے ہیں) یہ بھی مہاجر فی سبیل اللہ ہیں۔

(۲)

دوسرے یہاں یہ فرمایا

کہ وہ لوگ بھی مجاہد ہیں۔ الَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا جو ان مہاجروں کو جو مظلومیت کی حالت میں ان کے پاس جاتے ہیں۔ اپنے گھروں میں جگہ دیتے ہیں۔ ان کی امداد کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی مجاہدہ میں شامل ہے۔

پس فرمایا کہ یہ دو قسمیں جو ہیں ایک ہجرت کرنے والوں کی اور دوسرے مہاجروں کو پناہ دینے والوں کی۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔ یہ وہ مجاہد ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے کہ یہ حقیقی مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے مغفرت اور رزقِ کریم مہیا کرے گا۔

واقفین زندگی

بھی عرصہ ایک جدید کے ایک مطالبہ کے ماتحت مانگے گئے تھے۔ اور یہ مطالبہ بھی ایک شکل ہے مجاہدہ کی۔ کیونکہ ہر وہ کام جیسا کہ پہلی آیات سے واضح ہوتا ہے جو خدا کی رضا کی خاطر اور اس کے قرب کے حصول کے لئے کیا جائے۔ اور جس کے کرنے میں انسان اپنی پوری توجہ اور پوری طاقت، اور پوری قوت صرف کر رہا ہے اور اس سے جو کچھ بن آئے کر گذرے۔ اسے خدا تعالیٰ مجاہدہ کے نام سے پکارتا ہے۔

تو قرآن کریم کی ایک آیت بڑی وضاحت سے بتا رہی ہے کہ

وقفِ زندگی بھی مجاہدہ کی ایک قسم ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۷۴ میں فرمایا کہ ہمارے احکام کے مطابق عمل کرنے کے امتِ محمدیہ میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جنہیں دین کی خدمت میں لگایا گیا ہوگا۔ اور مشاغلِ دنیا سے انہیں روک دیا گیا ہوگا (اُحْصِرُوا فِيْ سَبِيلِ اللَّهِ)

تو فرمایا کہ ان کو تمام ان مشاغل سے روک دیا جائے گا کہ جو سبیل اللہ کے مشاغل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کے علاوہ دنیا کمانے اور دنیا کی عزت حاصل کرنے کے تمام راستے ان پر بند کر دیئے جائیں گے۔

اور جن لوگوں پر اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيلِ اللہ کا اطلاق ہوتا ہے وہ بھی مجاہدین ہیں ایک قسم کا مجاہدہ اور جہاد کرنے والے ہیں۔

اس آیت کے

ایک معنی یہ بھی ہیں

کہ وہ لوگ جن پر دشمن، مخالف، منکر دنیا کی راہیں بند کر دیتا ہے۔

—— آتے دن ہمارے سامنے ایسی مثالیں آتی رہتی ہیں کہ بعض لوگ احمدیوں کو صرف احمدیت کی وجہ سے نوکری نہیں دیتے یا امتحانوں میں اچھے نمبر نہیں دیتے کہ وہ ترقی نہ کر جائیں۔ یا اگر تاجر ہیں تو ان کی تجارت میں روک ڈال دیتے ہیں۔ اگر زمیندار ہیں تو طرح طرح سے ان کو تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً جہاں نئے احمدی ہوں۔ اور تعداد میں بھی تھوڑے ہوں وہاں اس قسم کا سلوک اکثر کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں پر خدا کے لئے دنیا کی تمام راہیں اگر بند ہو جائیں۔ تو قرآنی محاورہ کے مطابق وہ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيلِ اللہ کے گروہ میں شامل ہوتے ہیں:-

دوسری قسم مجاہدہ کی

انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ جو آیات میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ دنیا میں نے تمہیں دی ہے۔ چاہو تو دنیا کا ایک حصہ خرچ کر کے مجھے حاصل کر لو۔ میری محبت کو پا لو۔ اور اگر چاہو تو دنیا کے کیڑے بن کر میری لعنت، میرے غضب اور میرے قہر کے مورد بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انفاق پر بڑا زور دیا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

کی کوئی حد بندی نہیں البتہ انفاق کی بعض قسموں کی حد بندیاں ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ ایک خاص شرح کے مطابق دی جاتی ہے لیکن عام صدقات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی شرح مقرر نہیں فرمائی۔

اسی طرح اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے دین کی تقویت کے لئے جماعت کی طرف سے جو اموال مانگے جائیں ان کے لئے کوئی شرح مقرر نہیں۔

ہر آدمی پر فرض ہے

ہے خدا کے دین کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انسان سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرے۔

سفر میں بہر حال ایسا آرام نہیں مل سکتا جیسا کہ اپنے گھر میں ملتا ہے۔ بعض لوگ سفر سے گھبراتے ہیں بعض لوگ بار بار سفر کرنے سے گھبراتے ہیں۔ تو

ہمارے مربی، معلم اور انسپکٹر صاحبان

کو چونکہ سال کے چھ سات ماہ سفر میں رہتے ہیں خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی اپنی راہ میں مجاہدہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی جو برکات ایک مجاہد پر نازل ہوتی ہیں یہ لوگ بھی ان کے وارث ہیں۔ جب کہ فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ۔ گرچہ اس آیت میں اپنی کانٹیکس کے لحاظ سے یعنی اس مضمون کے لحاظ سے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے یہ سفر جنگ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ لیکن جنگ کرنے کا ثواب علیحدہ ہے۔ اور اذا ضربتم فی سبیل اللہ کا ثواب علیحدہ بیان بتایا گیا ہے۔ اسی طرح انفروا فی سبیل اللہ ہے۔ تو بعض دفعہ

خدا کی راہ میں سفر

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً وقف عارضی ہے وقف کرنے والوں کو میں نے ہی کہا تھا کہ تم بتاؤ کہ تم کتنا سفر کر سکتے ہو۔ اس کے جواب میں بعض دوستوں نے لکھا کہ ہم اپنے خرچ پر پندرہ بیس میل سفر کر سکتے ہیں۔ بعض نے لکھا کہ ہم پچاس ساٹھ میل سفر کر سکتے ہیں بعض نے لکھا ہم سو ڈیڑھ سو میل سفر کر سکتے ہیں بعض نے لکھا کہ سارے پاکستان میں جہاں آپ کی مرضی ہو بھجوا دیں۔ ہم سفر کرنے کے لئے تیار ہیں تو ایسے مومن بھی مجاہدین میں شامل ہیں۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ کی ایک قسم قرار دیا ہے۔

ساتویں اور

مجاہدہ کی سب سے اہم قسم

جاھدھم بہ جھادا کبیرا میں بیان کی گئی ہے یعنی قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دین کی راہوں میں جہاد کرنا۔ اور اصولی طور پر یہ جہاد دو شکلوں پر کیا جاتا ہے۔

ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اتنے زبردست اور اتنی کثرت سے دلائل جمع کر دیئے ہیں کہ دنیا کا کوئی باطل عقیدہ خواہ کسی مذہب سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتا ہو ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔

تو عقائد باطلہ کا (خواہ وہ عقائد باطلہ عیسائیوں کے ہوں یا آریوں کے یا سکھوں کے یا دہریوں کے یا دوسرے مذاہب کے ہوں) دلائل حقہ کے ساتھ مقابلہ کرنا بھی ایک زبردست جہاد ہے جس کے نتیجہ میں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو انسان اس کی رحمتوں کا وارث بنتا ہے۔

اور دوسرے جاھدھم بہ جھادا کبیرا تعلیم قرآن کو عام کرنے سے یہ جہاد کیا جاتا ہے کیونکہ مومنوں کی جماعت میں علوم قرآنیہ کو ترویج دینا۔ ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا کرنا اور ان کو اس حق الیقین پر قائم کرنا کہ

قرآن کریم بڑی برکتوں والی عظیم کتاب ہے

اس سے جتنا پیار ہو سکتا ہے کرو۔ اس سے جتنی محبت تم کر سکتے ہو کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنو۔ تو یہ ایک مجاہدہ ہے اور اسی مجاہدہ اور جہاد کی طرف اس وقت میں بار بار جماعت کے دوستوں کو متوجہ کر رہا ہوں۔

غرض مختلف اقسام جہاد یا مجاہدہ جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے اگر آپ ان کو سامنے رکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تحریک جدید کے تمام مطالبات کا ان میں سے کسی نہ کسی کے ساتھ ضرور تعلق ہے۔ یہ بڑا لمبا، گہرا اور وسیع مضمون ہے۔ اگر ضرورت ہوئی اور خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو شاید میں کسی وقت اس پر بھی روشنی ڈالوں گا۔ اس وقت میں صرف ایک چیز کو لینا چاہتا ہوں۔ اور وہ ہے

انفاق فی سبیل اللہ

یعنی مالی قربانی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش اور اس کی

کہ وہ اپنی ہمت کے مطابق اور حالات کی نزاکت کے مطابق خدا کی راہ میں اپنے مال کا جتنا حصہ وہ مناسب سمجھتا ہے خرچ کرے۔ جیسا کہ ایک وقت میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ارشاد فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے دین کو تمہارے مالوں کی ضرورت ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اندازہ لگایا کہ یہ موقع اتنا نازک ہے کہ میرا فرض ہے کہ میں اپنا سارا مال لا کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈال دوں۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اندازہ لگایا کہ اتنا نازک وقت تو نہیں۔ لیکن بہر حال اتنا نازک ضرور ہے کہ مجھے نصف مال خدا کی راہ میں دے دینا چاہیئے۔

تو ہر شخص اپنی اپنی استطاعت اور قوت اور استعداد کے مطابق اور

اپنے اپنے مقام ایمان کے مطابق

اندازہ لگا کر ایسے موقعوں پر خدا کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتا ہے لیکن کوئی خاص حد بندی مقرر نہیں۔ جب آکر تحریک جدید کے چندوں کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کوئی حد بندی مقرر نہیں کی۔ لیکن اس خواہش کا ضرور اظہار کیا ہے کہ ایک مہینہ کی آمد کا ۱/۵ سالانہ تم دیا کرو۔ تا کہ سلسلہ کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں بعض لوگ اب بھی اس سے زیادہ دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو ۱/۵ بھی نہیں دیتے ہیں ۱/۱۵ دیتے ہیں یا ۱/۲ دیتے ہیں۔

مجاہدہ کی ایک شکل جو قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتی ہے وہ قتال فی سبیل اللہ ہے یعنی جب دشمن زور بازو سے اسلام کو مٹانا چاہے اور مادی ہتھیاروں سے کر اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوشش کرے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو باوجود اس کے کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بہت کمزور ہوتے ہیں، دفاع کی اجازت دیتا ہے۔ اور پھر حکم دیتا ہے کہ ضرور دفاع کرو۔

اور یہ حکم اس لئے دیتا ہے تاکہ کمزوروں کی کمزوری ظاہر ہو جائے۔ اگر صرف اجازت ہو تو بعض کہیں گے کہ سب کو لڑائی میں جانا تو ضروری نہیں ہے۔

اور پھر اس وقت اپنی زندہ طاقتوں اور

زندہ قدرتوں کا ایک نمونہ

دنیا کو دکھاتا ہے کہ یہ مومن تھوڑے بھی تھے۔ کمزور بھی تھے غریب بھی تھے ان کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے۔ باوجود اس کے جب وہ ہمارے حکم پر لبیک کہتے ہوئے مجاہدانہ انداز سے اپنے دشمن کے مقابلہ پر آ گئے۔ تو انہیں فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح اللہ اپنی قدرتوں کا معجزانہ رنگ میں اظہار فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ

مجاہدہ کی ایک شکل

ہمیں قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ یہاں صرف قتل کئے جانے کا ذکر ہے۔ ضروری نہیں کہ جنگ میں قتل ہو۔ اگر آپ تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ مسلمان صرف میدان جنگ میں ہی شہید نہیں کئے گئے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر ہزاروں لاکھوں مسلمان ایسا ہے جسے میدان جنگ میں نہیں بلکہ امن کی حالت میں کافروں نے بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیا۔ جیسا کہ ہماری تاریخ میں صاحبزادہ صاحب عبد اللطیف شہید کو کابل میں پکڑا گیا۔ وہ بے گناہ، بے بس اور کمزور تھے حکومت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ حکومت نے خدا تعالیٰ کے فرمان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیتے ہوئے ان کو پکڑا اور قتل کر دیا۔ اور بڑی بے دردی سے قتل کیا۔

تو ایک شکل مجاہدہ یا جہاد فی سبیل اللہ کی یہ ہے کہ انسان ایسے وقت میں

اپنی جان قربان کر دیتا ہے

اور کمزوری نہیں دکھاتا۔ صداقت سے منہ نہیں موڑتا۔ دشمن کہتے ہیں کہ تم توبہ کر لو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے وہ کہتا ہے کس چیز سے توبہ؟! توبہ کر کے حق کو چھوڑ دوں!! صداقت سے منہ پھیر لوں؟!! اور باطل کی طرف آ جاؤں؟؟؟ ایسا مجھ سے نہیں ہو سکتا!! مرنا آج بھی ہے اور کل بھی تمہارا جی چاہتا ہے تو مار دو لیکن میں صداقت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پانچویں شکل مجاہدہ کی جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے وہ ہجرت فی سبیل اللہ ہے اس کی تفصیل کو میں اس وقت چھوڑتا ہوں چھٹی شکل اللہ تعالیٰ نے جو مجاہدہ فی سبیل کی بتائی ہے ۔۔

رحمت کے حصول کی امید اس دعا کے ساتھ کہ وہ اپنا فضل ہمارے شامل حال کرے اور حقیقتاً اور واقعہ میں ہم اس کی رحمتوں کے وارث بنیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی

اور آپ نے اپنے خطبہ میں اس کا اظہار بھی کیا ہے کہ دفتر دوم کی وصولی پانچ لاکھ تک پہنچ جانی چاہیئے۔ لیکن اس وقت تک کہ دفتر دوم پر بائیس سال گذر چکے ہیں۔ سال رواں میں اس کے وعدے صرف دو لاکھ نوے ہزار تک پہنچے ہیں۔ یعنی اگر دو لاکھ دس ہزار مزید وعدے ہوں تب ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خواہش کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

سواس وقت

بڑا بوجھ دفتر دوم پر ہے

کیونکہ اس میں حصہ لینے والے لوگ ابھی اتنے بوڑھے نہیں ہوئے۔ جتنے بوڑھے دفتر اول کے مجاہد ہو چکے ہیں۔ دفتر اول کے مجاہدین میں سے بہت سے بہت ... تو اپنے رب کو پیارے ہو گئے۔ عمر کے ساتھ صحت و قوت بھی کم ہوتی ہے تو سے ابدی طور پر اس دنیا میں نہیں رہنا ہے۔

بس کچھ دوست تو ان میں سے فوت ہو گئے کچھ ریٹائر ہو گئے۔ کچھ دوسرے پیشہ ور لوگوں کی آمد بھی عمر ہو نے کی وجہ سے کم ہو گئی۔ مثلاً ڈاکٹر ہیں وکیل ہیں۔ ان کی عمر جب ایک حد سے گذر جاتی ہے تو وہ پورا کام نہیں کر سکتے۔ ان کا جسم اور دماغ آرام چاہتا ہے۔ اس سے ان کی آمد میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اور کچھ اس لئے بھی کہ اس عمر میں ان کے بچے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی امداد کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان کو خیال ہوتا ہے۔ کہ ہماری ضروریات تو پوری ہو رہی ہیں۔ ہم زیادہ کیوں کمائیں۔ اور کمائی کے مطابق ہی انہوں نے چندے ادا کرنے ہیں۔

تو

دفتر اول وہ ہے

جو آہستہ آہستہ ہماری نظروں کے سامنے دھندلا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور ایک وقت میں ہمارے سامنے سے یہ غائب ہو جائے گا۔

دفتر دوم وہ ہے

کہ جو اس وقت مالی بوجھ کا بڑا حصہ اور دوسرے بوجھوں کا بڑا حصہ بھی اٹھا رہا ہے پس دفتر دوم کے مجاہدین کو بہت چست ہونے کی ضرورت ہے۔ اور اگر ہمارے یہ بھائی اور دوست تھوڑی سی ہمت کریں تھوڑی سی کوشش کریں ذرا سی مزید توجہ دیں۔ تو یہ بعید نہیں کہ وہ اس رقم کو پورا کر سکیں جس کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے

ہم نے غور کیا ہے

اور سوچا ہے۔ کہ تھوڑی سی مزید ہمت اور توجہ سے اس دفتر کے مجاہدین اپنے چندوں کو پانچ لاکھ تک پہنچا سکتے ہیں۔ مثلاً حضور رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ تحریک جدید میں ماہوار آمد کا ⅕ دیا جائے۔ اگر دفتر دوم کے مجاہد حضور رضی اللہ عنہ کی اس خواہش کو پورا کر دیں تو ہمارا اندازہ ہے کہ رقم پانچ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔

سال رواں میں

دفتر سوم کا بھی اجراء ہوا ہے

یہ کچھ لیٹ ہو گیا ہے۔ کیونکہ ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسباب کا اظہار بھی کیا ہے کہ ہر دس سال کے بعد ایک دفتر کھلتا رہے۔ تاکہ آنے والے جانے والوں کی جگہ کو پر کرتے رہیں۔ پس دفتر سوم کے اجراء میں تاخیر ہو گئی ہے۔ اور دس سال کی بجائے اکیس سال بعد دفتر سوم کا اجراء ہوا ہے۔ وہ بھی اس وقت جبکہ سال کا نصف حصہ غالباً گذر چکا تھا۔ سو اس وقت تک دفتر سوم کے سال اول کے وعدے ۱۸ ہزار روپے کے آئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں جبکہ اعلان بھی دیر کے بعد ہوا۔ اور اس دفتر کے بہت سے لوگ پہلے ہی دفتر دوم میں شامل ہو چکے تھے ۱۸ ہزار دفتر سوم کی پوری رقم نہیں ہے لیکن اگر وہ احمدی دوست جن کا تعلق دفتر سوم کے ساتھ ہے۔

اپنی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دیں

تو آئندہ سال یعنی اپنی عمر کے دوسرے سال، دفتر سوم کے وعدے کم از کم ایک لاکھ تک ہو نے چاہیئیں۔ اور یہ کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ اسی سال کے لئے بھی ہم نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر نئے دوست اس طرف متوجہ ہوں جو دفتر سوم میں آتے ہیں تو ان کے وعدے آسانی سے ایک لاکھ تک پہنچ سکتے تھے۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو

قربانی کی بڑی توفیق

عطا کی ہے۔ اور اس کو وہ قبول بھی فرماتا ہے۔ اور جب وہ قبول فرماتا ہے۔ تو ھدًی للمتقین کی روشنی میں مزید ہدایت اور ہدایت کے ارفع تر مقام کی طرف انہیں لے جاتا ہے۔ اور مزید قربانیاں دینے کا جذبہ اور شوق ان میں پیدا ہوتا ہے۔

تحریک جدید کے پہلے سال جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے عنہ نے اپنی سکیم مختلف خطبات میں دوستوں کے سامنے رکھی۔ تو آپ نے اس کے لئے چندہ کا اندازہ ۲۷ ہزار روپیہ جماعت کو بتایا لیکن اس کے مقابل میں اس سکیم کو چلانے کے لئے جماعت نے اٹھانوے ہزار روپیہ یعنی دو ہزار کم ایک لاکھ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

پچھلے سال

ہماری مستورات

نے تحریک جدید کا چندہ نہیں بلکہ تحریک جدید کی ایک شق کا چندہ (یعنی مسجد ڈنمارک کا چندہ) تین لاکھ چھ ہزار روپیہ نقد جمع کر دیا۔ اس طرح یہ چندہ تحریک جدید کے پہلے سال کے چندہ سے تین گنا زیادہ ہوا۔ حالانکہ یہ چندہ صرف ہماری بہنوں نے جمع کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ گویا تحریک جدید کے پہلے سال میں ساری جماعت مردوں، عورتوں، بچوں نے مل کر بھی ایک لاکھ کی رقم پوری نہ کی تھی۔ (دو ہزار کم تھے) اور گذشتہ سال ڈنمارک کی مسجد کے لئے صرف

ہماری بہنوں نے تین لاکھ چھ ہزار کی رقم جمع کر دی

تو جب انسان خدا کی راہ میں قربانی دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے۔ تو اسے مزید قربانی کی توفیق بخشتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندہ کو دس روپیہ انعام دیتا ہے اور وہ ان دس روپیہ میں سے کچھ اس کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کو مزید توفیق بخشتا ہے زیادہ ہدایت کے راستوں پر اور آگے بڑھنے کی۔ پھر وہ اور آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دس روپے کی بجائے ایک ہزار روپے انعام دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے

کہ میرا بندہ ایک ہزار روپیہ لینے کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا یہ تو ایسے انعام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ دنیا کی عقل اس کا اندازہ نہیں کر سکتی۔ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا کسی زبان نے نہیں چکھا کسی کے خیال میں بھی یہ انعامی چیزیں نہیں گذرتیں۔ اس لئے میں اسے اور آگے بڑھنے کی توفیق دیتا ہوں۔ پھر وہ بڑی بشاشت سے اور زیادہ قربانی خدا کی راہ میں پیش کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ایک ہزار کی بجائے ایک لاکھ روپیہ اسے انعام دیتا ہے۔ پھر ایک کروڑ پھر ارب۔ یہ گنتی ختم ہونے والی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے انعام ختم ہونے والے نہیں۔

اس طرح وہ بندہ انعام پر انعام حاصل کئے جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق پر توفیق پاتا چلا جاتا ہے۔ مزید مجاہدہ اور قربانی کرنے کی۔ تب اسے سمجھ آتی ہے کہ

دنیا کیا اور دنیا کی لذتیں اور آرام کیا

اگر ایسے انعام ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہے ہیں تو وہ "لٹے" جائیں۔ تو

میں اپنی ہر چیز، اپنے گھر بار، اولاد اور رشتے دار قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں تاکہ مجھے وہ کچھ ملے جو ان تمام چیزوں اور تعلقات سے کہیں زیادہ حسن اور لذت والا ہے۔ یہی لذت جو مجھے مل چکا ہے۔ میرے تخیل سے باہر ہے۔ جو اور مزید ملے گا پھر وہ کتنا شاندار ہوگا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ہر سال جماعت کو پہلے سے زیادہ قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے اس فضل کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو بلکہ خدا تعالیٰ کے شاکر بندے بننے کی کوشش کرو تا اس شکر کے نتیجہ میں مزید قربانیوں کی توفیق پا کر مزید فضلوں کے وارث بنتے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرما دے۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا

گو مجھے سخت کمزوری ہے لیکن کام نہ کرنا میرے جیسے آدمی کے لئے عذاب ہے۔ کہ آپ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ بیماری کے دنوں میں بھی جب مجھے سخت گھبراہٹ ہوتی تھی اس خیال سے کہ میں کام نہیں کر رہا۔ مجھے سات آٹھ گھنٹے کام کرنے سے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اگر آدمی خدا تعالیٰ کے لئے چودہ پندرہ گھنٹے کام کرے تو پھر کچھ طبیعت میں سیری محسوس ہوتی ہے لیکن بیماری کی وجہ سے میں آدمی اتنا کام نہیں کر سکتا تو یہ بھی میرے لئے ایک قسم کا ابتلا ہے اس لئے

پھر امید کرتا ہوں

کہ آپ دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت سے کام کرنے کی توفیق عطا کرے تاکہ اپنی طبیعت بھی سیر ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ بھی خوش ہو جائے۔ کیونکہ خالی اپنی طبیعت کا سیر ہو جانا بے معنی ہے۔ اگر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی وہ رضا حاصل نہ ہو جس کے حصول کی انسان خواہش رکھتا اور کوشش کرتا ہے۔

ایک جنازہ ہے

وہ میں مغرب کے بعد پڑھاؤں گا۔ میں اس بھائی سے (جو جنازہ لایا ہے) معذرت چاہتا ہوں۔ کیونکہ اگر اب جنازہ پڑھا گیا تو ہماری بہنوں کا راستہ رک جائے گا۔ اور پھر اجتماع میں بھی دیر ہو جائے گی۔ تو اس جنازے کو کسی ٹھنڈی جگہ محفوظ کریں انشاء اللہ مغرب کی نماز کے بعد جنازہ پڑھا دوں گا۔

ہو۔ کرسکتے ہیں اسی طرح ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ تحریک جدید کے دفتر دوم میں حصہ لینے والے .... پانچ پانچ یا سات سات نئے آدمی تیار کرے پھر دوسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ وہ تیسرے دفتر کے لئے پانچ پانچ سات سات آدمی کھڑے کرے۔ اور تیسرے دفتر میں حصہ لینے والا شخص کوشش کرے کہ وہ چوتھے دفتر کے لئے پانچ پانچ سات آدمی تیار کرے تاکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور اس روپیہ سے تبلیغ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جا سکے۔ اگر دوست زیادہ آدمی تیار نہ کر سکیں تو کم از کم ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دفتر دوم کے لئے

ایک آدمی ضرور تیار کرے

ورنہ روحانی لحاظ سے وہ بے نسل سمجھا جائے گا اور دین کی خدمت کا کام جو اس نے شروع کیا تھا وہ اس کی ذات کے ساتھ ہی منقطع ہو جائے گا۔

پس جماعت کو

دفتر دوم

کی طرف بھی خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیئے۔ تحریک جدید کے دور اول میں حصہ لینے والوں میں سے ہر فرد کو دفتر دوم کے لئے کم از کم ایک آدمی تیار کرنا ایسا ہی ہے جیسا روحانی اولاد پیدا کرنا۔ پس حصہ لینا اس طرح قیامت تک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتا چلا جائے گا۔ اور جماعت کے لئے دائمی ثواب اور خدا تعالیٰ کے قرب کا ایک دائمی رستہ کھلا رہے گا۔

(بقیہ صفحہ ۱۲) انتہائی کمال پہنچا دیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم پر بھروسہ رکھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے بہت سی تدابیر اختیار کی ہیں اور کئی سکیمیں ہیں جن کا جماعت کے سامنے اعلان کر چکا ہوں یہ ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ان میں سے بعض تدابیر جماعت کی علمی، تجارتی، صنعتی اور اقتصادی ترقی کے لئے بتا سکے لیکن تمہیں اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر تم آسمان کی چوٹی پر بھی پہنچ جاؤ تب بھی اسلام تمہیں یہی کہتا ہے کہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ۔

تمہاری ڈھال تمہارا امام ہے

اور تمہاری تمام ترسلامتی محض اسی میں ہے کہ تم اس کے پیچھے ہو کر جنگ کرو۔ اگر تم اپنے امام کو ڈھال نہیں بناتے اور اپنی عقلی تدابیر کے ماتحت دشمن کا مقابلہ کرتے ہو تو تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیابی اسی شخص کیلئے مقدر ہے جو اسلام کی جنگ میری ہدایت کے ماتحت لڑے گا۔ پس ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کی ذاتی رائے تجارت کے معاملہ میں بہتر ہو یا صنعت و حرفت کے متعلق وہ زیادہ معلومات پیش کر سکتا ہو لیکن بہرحال جو اصولی اسکیم میری طرف سے پیش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی میں برکت پیدا کی جائے گی۔ اور وہی اس کے منشاء اور ارادہ کے ماتحت ہوگی۔ اگر تم اس سکیم پر عمل کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر تم اس سکیم کو نظر انداز کر کے اپنی ذاتی آراء کو مدنظر رکھو گے اور اپنے تجربہ اور ذاتی معلومات کو اپنا راہنما بناؤ گے تو تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعتیں ان تمام باتوں کو پوری طرح ملحوظ رکھیں گی اور کوشش کریں گی کہ ان کا قدم ترقی کی دوڑ میں پہلے سے زیادہ تیز ہو۔ میں نے

اپنی ایک نظم میں

کہا ہے کہ

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی

آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

چنانچہ ایک خوشی تو اللہ تعالیٰ نے نصیب کر دی کہ اس .... نے محض اپنے فضل سے وہ دن مجھے دکھا دیا جبکہ مبلغین اسلام احمدیت کی اشاعت اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کے اظہار کے لئے بیرونی ممالک میں جا رہے ہیں۔ اب یہ خدا تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس کا انجام مجھے دکھائے یا نہ دکھائے وہ بادشاہ ہے ہمارا اس پر کوئی حق نہیں ہم اس کے رحم اور فضل کے ہر آن طلبگار ہیں۔ اور ہم اس سے یہی کہتے ہیں کہ اے خدا تیرے نام کی بلندی ہو۔ اور تیرا جلال دنیا میں پوری طرح ظاہر ہو لیکن انجام خواہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں یا نہ دیکھوں۔ ہمارے لڑنے والے سپاہی اپنے غنیم پر کبھی فتح حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم ان کی مدد نہ کریں۔ جب تک ہم ان کے لئے سامان مہیا نہ کریں۔ اور جب تک ہم ان کے قائمقام تیار کرنے کی کوشش نہ کریں پس

جماعت کا فرض ہے

کہ وہ ہر قسم کی قربانیوں میں حصہ لے کر اس بوجھ کو اٹھانے کی کوشش کرے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر عائد کیا گیا ہے اور اس طرح نہ صرف تحریک جدید، وقف زندگی۔ وقف تجارت اور صنعت و حرفت وغیرہ تحریکات کو کامیاب کرے بلکہ صدر انجمن احمدیہ کے چندوں میں بھی کسی قسم کی کمی نہ آنے دے۔

تحریک جدید کے چندہ کے سلسلہ میں میں دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ ہر احمدی جس نے دفتر اول میں حصہ لیا ہے اسے کوشش کرنی چاہیئے کہ کم از کم ایک آدمی دفتر دوم میں حصہ لینے والا کھڑا کرے جس طرح آپ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی جسمانی نسل جاری رہے اسی طرح آپ لوگوں کو یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ کی روحانی نسل جاری رہے۔ اور روحانی نسل کو بڑھانے کا

ایک طریق یہ ہے

کہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے دفتر اول میں حصہ لے چکا ہے وہ عہد کرے کہ نہ صرف آخر تک وہ خود پوری باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتا رہے گا بلکہ کم سے کم ایک آدمی ایسا ضرور تیار کرے گا جو دفتر دوم میں حصہ لے۔ اور اگر وہ زیادہ آدمی تیار کر سکے تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ دنیا میں لوگ صرف ایک بیٹے پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے پانچ پانچ سات سات بیٹے ہوں۔ جس طرح دنیا میں لوگ اپنے لئے پانچ پانچ سات سات بیٹے پسند

تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے اغراض و مقاصد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نہایت اہم تقریر

جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ قربانیوں کے میدان میں ہمیشہ اپنے قدم کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں

فرمایا:-

میں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو بار ہا اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

ہمارا سب سے اہم فرض

یہ ہے کہ ہم ساری دنیا میں اسلام اور احمدیت کی آواز پہنچانے کے لئے اپنے مبلغین کا جال پھیلا دیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کو یہ حقیقت بھی کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ کامیابی صرف فوج کو بھرتی کر لینے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس فوج کے پاس ہر قسم کا وہ سامان موجود ہو جس سے کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہم اپنی جماعت میں سے کسی فرد کو یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اے بہادر جا اور اپنی جان کو

خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان

کر دے بلکہ اگر ہماری جماعت کی تعداد دس کروڑ ہو جائے تو ہم دس کروڑ سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جاؤ اور دین کی اشاعت کرو۔ اس راستہ میں اگر تمہاری جان بھی چلی جائے تو اس کی کوئی پروا نہ کرو

مگر ہمارے شاباش کہنے سے وہ دس کروڑ آدمی ساری دنیا تک پہونچ نہیں سکتا

ساری دنیا تک پہنچنے کے لئے

ضروری ہے کہ جب کوئی ریل میں سوار ہونے لگے تو کرایہ ادا کر کے ٹکٹ خریدے کسی ہوٹل میں کھانا کھائے تو ہوٹل کا بل ادا کرے کسی شہر میں رہائش کے لئے مکان لے تو اس مکان کا مناسب کرایہ مالک مکان کو پیش کرے۔ جب تک وہ ریل کا کرایہ نہیں ادا کرے گا۔ جہاز کا کرایہ ادا نہیں کرے گا۔ ہوٹل کا خرچ ادا نہیں کرے گا مکانوں کا کرایہ ادا نہیں کرے گا۔ اس وقت تک وہ دنیا تک پہنچ ہی کس طرح سکتا ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہوگا کہ اگر وہ اشتہار شائع کرنا چاہے تو اس کے پاس اس قدر روپیہ موجود ہو جس سے وہ اشتہار لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچا سکے اگر روپیہ اس کے پاس نہیں ہوگا تو کاتب اس کی کتابت کس طرح کرے گا۔ پریس اس کو شائع کس طرح کرے گا۔ اور لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے کون اس کی مدد کرے گا۔ پھر جب کوئی تبلیغ کرنا چاہے گا

اس کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا

کہ وہ کوئی ہال کرایہ پر لے۔ جس میں تقاریر وغیرہ کے لئے لوگوں کو مدعو کر سکے یہاں بھی اگر ہال کرایہ پر لیا جائے تو پچاس ساٹھ روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور بیرونی ممالک میں تو کافی روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اس کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ ایسے آدمی اپنے ساتھ رکھے جو اشتہارات تقسیم کرنے میں اس کی مدد کر سکیں یا ایسے بارسوخ ہوں جو علمی طبقہ تک اس کی آواز پہنچا سکیں ان تمام اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اگر وہ ایک لیکچر بھی دے گا تو خواہ اس میں سو ڈیڑھ سو آدمی آئیں اس کا پانچ سات سو روپیہ خرچ ہو جائے گا۔ پھر اگر وہ ایک اشتہار بھی شائع کرنا چاہے گا تو اس کے لئے کافی اخراجات کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً

انگلستان کی آبادی چار کروڑ ہے

اگر وہ چار کروڑ کی آبادی میں سولہ صفحہ کا ایک اشتہار شائع کردے اور ایک صفحہ کے ایک ہزار اشتہار کی صرف ایک روپیہ قیمت سمجھی جائے تو سولہ صفحہ کے ایک ہزار اشتہار پر ۱۶ روپے ایک لاکھ اشتہار پر سولہ سو روپیہ ایک کروڑ اشتہار پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اور چار کروڑ پر چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ آئے اگر چار کروڑ کی آبادی میں سے بچوں کو نکال دیا جائے اور ان کی تعداد نصف سمجھ لی جائے تو دو کروڑ کی آبادی کے لئے سولہ صفحہ کا ایک اشتہار شائع کرنے پر تین لاکھ بیس ہزار روپیہ خرچ آئے گا اور اگر دو کروڑ کے صرف دسویں حصہ تک آواز پہنچائی جائے۔ تب بھی ایک اشتہار کی چھپوائی اور اس کی تقسیم وغیرہ پر بتیس ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ اگر ہم ان اخراجات کو مہیا نہ کریں تو نہ ہم اپنے مبلغ ساری دنیا میں پھیلا سکتے ہیں اور نہ وہ اپنی تعلیم کو وسیع کر سکتے ہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ

کامیابی کے لئے صرف فوج کی موجودگی

کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ فوج کے پاس وہ سامان ہو جو فتح اور کامیابی کے حصول کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے

یہ کام ایسا ہے جو لاکھوں روپیہ کا تقاضہ کرتا ہے اور جب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں پھیلائیں گے۔ اور اسلام کے جلال اور اسی کی شان کے اظہار کے لئے اپنا

ہر چیز قربان کر دیں گے

تو ہمیں ان تبلیغی سکیموں کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ اس کو پورا کرنا بھی ہماری جماعت کا ہی فرض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں صحیح طور پر تبلیغ اسلام کرنے کے لئے ہمیں لاکھوں مبلغوں اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے۔ جب میں رات کو اپنے بستر پر لیٹتا ہوں تو بسا اوقات سارے جہان میں تبلیغ کو وسیع کرنے کے لئے میں مختلف رنگوں میں اندازے لگاتا ہوں۔ کبھی کہتا ہوں ہمیں اتنے مبلغ چاہئیں اور کبھی کہتا ہوں کہ اتنے مبلغوں سے کام نہیں بن سکتا۔ اس سے بھی زیادہ مبلغ چاہئیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ

بیس بیس لاکھ تک مبلغین کی تعداد

پہنچا کر میں سو جایا کرتا ہوں۔ میرے اس وقت کے خیالات کو اگر ریکارڈ کیا جائے تو شاید دنیا یہ خیال کرے کہ سب سے بڑا شیخ چلی میں ہوں مگر مجھے اپنے ان خیالات اور اندازوں میں اتنا مزہ آتا ہے کہ سارے دن کی کوفت دور ہو جاتی ہے۔ میں کبھی سوچتا ہوں کہ پانچ ہزار مبلغ کافی ہوں گے۔ پھر کہتا ہوں پانچ ہزار سے کیا بن سکتا ہے۔ دس ہزار کی ضرورت ہے پھر کہتا ہوں دس ہزار بھی کوئی چیز نہیں۔ جاوا میں اتنے مبلغوں کی ضرورت ہے سماٹرا میں اتنے مبلغوں کی ضرورت ہے چین اور جاپان میں اتنے مبلغوں کی ضرورت ہے۔ پھر میں

ہر ملک کی آبادی کا حساب لگاتا ہوں

اُن کے اخراجات کا اندازہ لگاتا ہوں اور پھر کہتا ہوں یہ مبلغ بھی تھوڑے ہیں اس سے بھی زیادہ مبلغوں کی ضرورت ہے یہاں تک کہ بیس بیس لاکھ تک مبلغوں کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اپنے ان مزے کی گھڑیوں میں میں نے بیس بیس لاکھ مبلغ تجویز کیا ہے۔ دنیا کے نزدیک میرے یہ خیالات ایک واہمہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو چیز ایک دفعہ پیدا ہو جاتی ہے وہ مرتی نہیں۔ جب تک اپنے مقصد کو پورا نہ کرے۔ لوگ مجھے شیخ چلی کہہ لیں مگر میں

جانتا ہوں کہ میرے ان خیالات کا خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ فضا میں ریکارڈ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور

وہ دن دور نہیں

جب اللہ تعالیٰ میرے ان خیالات کو عملی رنگ میں پورا کرنا شروع کر دے گا۔ آج نہیں تو آج سے سو دو سو یا سو سال کے بعد اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بندہ ایسا ہوا جو میرے ان ریکارڈوں کو پڑھ سکا اور اسے توفیق ہوئی تو وہ ایک لاکھ مبلغ تیار کر دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کسی اور بندے کو کھڑا کر دے گا جو مبلغوں کو دو لاکھ تک پہنچا دے گا پھر کوئی اور بندہ کھڑا ہو جائے گا جو میرے اس ریکارڈ کو دیکھ کر مبلغوں کو تین لاکھ تک پہنچا دے گا۔ اس طرح قدم بقدم اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی لے آئے گا جب ساری دنیا میں ہمارے دس لاکھ مبلغ کام کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے کسی چیز کے متعلق امید رکھنا بیوقوفی ہوتی ہے میرے یہ خیال بھی اب ریکارڈ میں محفوظ ہو چکے ہیں اور زمانہ سے مٹ نہیں سکتے۔ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں میرے یہ خیالات عملی شکل اختیار کرنے والے ہیں۔ اور اگر ان خیالات کا اور کوئی فائدہ نہیں تو کم سے کم اتنا فائدہ تو ضرور ہو ہی جاتا ہے کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی اور آرام سے نیند آ جاتی ہے۔ اور اس میں جو مزہ مجھے حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ کوئی اور شخص لگا ہی نہیں سکتا۔ یہ کام ہے جو ہمارے سامنے ہے اور

یہ ایک حقیقت ہے

کہ یہ کام ہم نے ہی کرنا ہے کسی اور نے نہیں کرنا۔ اور پھر ہمارے لئے یہ کوئی سوال نہیں کہ ہم نے یہ کام کتنی قربانی سے کرنا ہے بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کے کرتے وقت انسان یہ سوچ لیتا ہے کہ اس پر وہ کس حد تک روپیہ خرچ کر سکتا ہے۔ اگر زیادہ روپیہ خرچ ہو تو وہ اس کام کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ میں ایک ایسا گھوڑا خریدنا چاہتا ہوں کہ جس پر تین سو روپیہ خرچ آتا ہو تو اس کے صاف معنے یہ ہوں گے کہ اگر ساڑھے تین سو روپیہ کو گھوڑا ملے گا تو میں نہیں لوں گا۔ لیکن ہم تو یہ نہیں کہتے کہ اگر فلاں قربانی سے کام ہوا تو کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔ ہمارا یہ اقرار ہے کہ ہم اسلام کے لئے اپنی ہر چیز یہاں تک کہ اپنے مال جان اور عزت کو بھی قربان کر دیں گے۔ کئی لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ کیا

عزت اور آبرو کی قربانی

بھی اسلام جائز قرار دیتا ہے میں انہیں ہمیشہ یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ ہاں اسلام کے لئے اگر عزت اور آبرو کو بھی قربان کرنا پڑے تو مومن کو یہ چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ہزاروں اوقات انسانی زندگی میں ایسے آتے ہیں جب عزت اور آبرو خطرہ میں ہوتی ہے۔ دشمن ننگ و ناموس کو کچلنے کے لئے تیار ہوتا ہے مگر خدا اور اس کے رسول کی طرف سے انسان پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں وہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ عزت و آبرو کا قربان ہونا برداشت کرے مگر اپنے فرائض میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے دے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب میں ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ اٹھا اور دوسری طرف قبائل عرب میں ایسے باغی پیدا ہو گئے جنہوں نے

زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا

اور شورش اس حد تک بڑھی کہ مدینہ پر حملہ کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے ماتحت اسامہ بن زید رضی کی سرکردگی میں ایک لشکر شام کی طرف عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ حالات کی نزاکت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اس وقت باغیوں کی وجہ سے سخت خطرہ ہے اور مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بہتر ہوگا کہ اس لشکر کو روک لیا جائے۔ اگر یہ لشکر بھی روانہ ہو گیا اور باغیوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا تو ہماری عورتوں کی وہ بے حرمتی ہوگی کہ الامان۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر دشمن ہم پر غالب آ جائے اور مدینہ کی گلیوں میں کتے ہماری عورتوں کی ٹانگیں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔ اب دیکھو یہ اسلام کے لئے عزت و آبرو کی قربانی تھی جسے پیش کرنے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے۔

۲۰ - ۲۵ ہزار کا لشکر

مدینہ کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا اور صرف چند سو آدمی مدینہ میں موجود تھے جو ان کے مقابلہ کے لئے قطعاً کافی نہیں تھے۔ دس ہزار تجربہ کار سپاہیوں کا لشکر دشمن کو شکست دینے کے لئے موجود تھا مگر چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسے شام کی طرف روانہ ہونے کا ارشاد فرما چکے تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باوجود شدید خطرات کے یہ لشکر نہیں رکے گا اسے ضرور بھیجا جائے گا۔ خواہ بعد میں صرف بڈھے، عورتیں اور بچے ہی رہ جائیں اور دشمن اس قدر غالب آ جائے کہ عورتوں کی ٹانگیں مدینہ کی گلیوں میں کتے گھسیٹتے پھریں۔ بھلا اس سے زیادہ عزت کی قربانی اور کیا ہوگی کہ شریف اور معزز عورتوں کی لاشیں مدینہ کی گلیوں میں روندی جائیں اور کتے ان کی ٹانگیں گھسیٹتے پھریں۔ پس یقیناً سچے ایمان کے ساتھ ہر انسان کو اپنی جان اپنے مال اپنی عزت اپنی آبرو اور اپنے احساسات غرض ہر چیز کی قربانی کے لئے پوری طرح تیار رہنا چاہیئے۔ اگر ہم ان قربانیوں کے بغیر اپنی کامیابی کی امید رکھتے ہیں تو یہ امید بالکل غلط ہے۔

قربانیاں ہی ہیں

جو قوموں کو کامیاب کرتی ہیں اور قربانیاں ہی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ جس دن ہماری جماعت قربانی کے انتہائی مقام پر پہنچ جائے گی اس دن وہ ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آ جائے گی اور ہماری ہر مصیبت اور تکلیف دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جائے گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بچہ کو بعض دفعہ ماں اپنے ہاتھ میں چھری لے کر ڈراتی ہے اور کہتی ہے آؤ میں تمہیں ذبح کر دوں جب بچہ اچھا کہہ کر چارپائی پر لیٹ جاتا ہے تو ماں اپنے گلے سے اسے چمٹا لیتی اور اتنے زور سے اسے چومتی ہے کہ اس کے گلے سرخ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے محبت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو

قربانیوں کی بھڑکتی ہوئی آگ

میں پھلانگ لگانے کا حکم دیتا ہے۔ جب مومن قربانی کے ارادہ کے ساتھ اس تنور میں اپنے آپ کو جھونک دیتے ہیں تو معاً اللہ تعالیٰ کی محبت جوش میں آتی ہے اور وہ اس قدر پیار کرتا ہے کہ انہیں ہر مصیبت اور تکلیف بھول جاتی ہے۔ جب [illegible] تک ہماری جماعت کے افراد اپنے دلوں میں قربانی کا اسی قسم کا جذبہ پیدا نہیں کرتے اس وقت تک وہ کسی قسم کی ترقی حاصل نہیں کر سکتے۔ پس میں

جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ انہیں قربانی کے میدان میں اپنے قدم کو ڈھیلا نہیں بلکہ تیز سے تیز تر کرتے چلے جانا چاہیئے اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کے چندے بھی نہایت اہم ہیں جن کی ادائیگی میں جماعت کو پوری توجہ کے ساتھ حصہ لینا چاہیئے۔

میں نے بتایا ہے کہ موجودہ حالت ایسی حالت ہے کہ ہم اسلام کی جنگوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی روک نہیں سکتے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس جنگ کو جاری رکھیں اور اس راہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

ہم میں سے ہر فرد کو

یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے

کہ دین کی ضرورتیں ہم سے ایک بڑی قربانی کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ اگر ہم سستی اور غفلت سے کام لیں گے اور خدا تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کو نظر انداز کر دیں گے تو ہم سے زیادہ مجرم اور کوئی نہیں ہوگا۔ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اسلام جو اس وقت مُردہ ہو رہا ہے اسے اپنی کوششوں سے زندہ کریں اور ایسی تدابیر کو

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۵واں سالانہ جلسہ

(بقیہ صفحہ ۲)

مبعوث ہوگا۔ مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاتے ہیں۔ اور جب اُن کی وفات قریب ہوتی ہے تو وصیت کر جاتے ہیں کہ جس کام کو میں نے آغاز کیا ہے اس کو جاری و ساری رکھا جائے۔ اس ضمن میں فاضل مقرر نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

اسی طرح آپ نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاریخی خطبہ کا حوالہ دیا جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ اور یہ خطبہ ایک رنگ میں حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان جب تک اس وصیت پر قائم رہے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتے رہے لیکن جب بھول گئے تو تنزل و انحطاط اور قعرِ مذلت میں گرنے لگے۔

ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک شخص سرزمین قادیان سے اُٹھا۔ خدا کے اس مامور نے اسلام کو از سرِ نو زندگی عطا فرمائی۔ اور اسی وصیت پر قائم رہنے کی مسلمانوں کو تاکید فرمائی۔ جو رسول عربی صلعم نے فرمائی تھی۔ آپ نے اپنی وفات سے تین سال قبل ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام الوصیت ہے۔ فاضل مقرر نے رسالہ الوصیت کے بعض ایمان افروز اقتباسات سُنا کر نظامِ وصیت کی اہمیت کو واضح فرمایا۔

اسی طرح انہوں نے تحریک جدید، وقفِ جدید کے پس منظر ان دونوں تحریکات کے نتیجہ میں رونما ہونے والے عظیم الشان روحانی، تبلیغی اور خوش کن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے ان میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد علی صاحب ثاقب ہلدر (ربوہ) نے ایک نظم پڑھ کر سُنائی۔

برکاتِ خلافت اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا نور الحق صاحب انور مبلغ مشرقی افریقہ و امریکہ کی برکاتِ خلافت کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نبوت اور اس کے بعد ماکانت النبوۃ قط الا تبعتہا خلافۃ کے مطابق خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔

مکرم مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم الشان شخصیت اور آپ کے تقویٰ و توکل علی اللہ اور آپ کی خلافت کی برکات پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضہ کے متعلق خدا تعالیٰ کی بشارات کا ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ حضور اقدس کا وجود مبارک خدا تعالیٰ کی رحمت کا ایک زندہ نشان تھا۔ اس کے متعلق آپ نے بعض روح پرور واقعات سُنائے جو انہیں افریقہ اور امریکہ میں پیش آئے جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی آپ خدا تعالیٰ کی رحمت کا زندہ نشان تھے۔

فاضل مقرر نے حضور اقدس کی عظیم الشان عالمگیر تبلیغی مہم۔ مساجد کی تعمیر، قرآن کریم کے تراجم، اسلامی لٹریچر کی اشاعت، واقفین کا سلسلہ، تربیت کا اعلیٰ معیار وغیرہ امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں خلافتِ ثالثہ کی برکات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ایک سالہ خلافت میں جو عظیم الشان کامیابیاں جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی تھیں ان کا مجمل اور ایمان افروز انداز میں ذکر فرمایا۔ اور آخر میں بتایا کہ خلافت احمدیہ کی برکتیں کبھی ختم نہیں ہوئیں اور نہ کبھی ختم ہوں گی۔ بلکہ تا قیامت جاری رہیں گی انشاء اللہ العزیز۔

اس تقریر کے بعد مکرم سعید اللہ خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم سُنائی اس کے بعد پہلے دن کا یہ دوسرا اجلاس نہایت کامیابی کے ساتھ بفضلہ تعالیٰ اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس

اس مقدس جلسہ کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس ٹھیک گیارہ بجے زیرِ صدارت محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ شروع ہوا۔ مکرم حکیم محمد سعید صاحب (کشمیر) کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم حافظ عبد الرحمٰن صاحب درویش کی نظم خوانی کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر شروع ہوئی۔

اسلام میں اسلامی حقوق کا تحفظ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے اس عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ اسلام کے نزدیک ہر انسان بہ درجۂ انسان کے لئے بعض حقوق ہیں اور اسلام انسانی برادری کے تمام افراد کو انسانی حقوق حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کی اجازت دیتا ہے۔ تمام ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لئے مساوی طور پر ہر ایک کو حقوق حاصل ہیں۔ انسان کے بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ مقرر نے ... بیان کیں۔ مساوات۔ آزادی۔ بیگار کی ممانعت۔ آزادیٔ مذہب و آزادیٔ تبلیغ اقلیت کے حقوق۔ جائداد کے خرید و فروخت کا حق۔ اور بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لئے قانون کا سہارا لینے کا حق

فاضل مقرر نے بتایا کہ ظہورِ اسلام سے قبل غلام، مزدور، معذور اور عورت انسانی برادری میں یا تو کمزور درجے کے سمجھے جاتے تھے یا بالکل ہی نظر انداز۔ لیکن اسلام نے آکر ان تمام امتیازات کو مٹا دیا۔ اور مساویانہ برادری کی بنیاد ڈالی۔ اس تعلق سے آپ نے نہایت تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے غلاموں کی آزادی۔ مزدوروں اور عورتوں اور اسی طرح معذوروں کے حقوق کے تحفظ کے متعلق اسلام کے قوانین کا ذکر کیا۔ (ریر سلو باقی تقریر انشاء اللہ بدر کی اگلی اشاعتوں میں شائع ہو جائے گی)

اس کے بعد مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغ افریقہ نے ایک نظم خوش الحانی سے سُنائی۔ بعدہ مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری فاضل ایڈیٹر بدر کی تقریر بعنوان "انسان اور مذہب" ہوئی۔

انسان اور مذہب فاضل مقرر نے فرمایا کہ انسان اس دنیا میں اکیلا نہیں آیا بلکہ چاروں طرف مختلف قسم کے تعلقات رکھتا ہے۔ ان سب سے معاملہ کرنے میں جو طرز اور طریق انسان اختیار کرتا ہے اس کا نام مذہب ہے۔ اور مذہب انسانی زندگی کی کامل راہنمائی کے لئے اس کے خالق و مالک کی طرف سے اتارا جاتا ہے۔ تا کہ اس کی زندگی صحیح طریق پر چلے۔ آپ نے بتایا کہ جب سے انسان اس دنیا میں بسا مذہب دنیا سے معدوم نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ با اخلاق انسان ہی انسانیت کا جوہر ہے اور انسان کو اخلاق کا زیور مذہب ہی سے ملتا ہے۔ مذہب دل کی صفائی کرتا ہے اور انسانوں میں یگانگت، اخوت اور برادری کا تعلق پیدا کرتا ہے۔ مذہب انسان کو حیات الآخرۃ کا یقین دلا کر اس کی زندگی کو با مقصد بناتا ہے اور بعض خرابیوں سے اجتناب کی راہیں نکالتا ہے۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر کے دوران اس بات کی بھی وضاحت کی کہ بعض لوگ جو موجودہ ترقی یافتہ سائنسی دور میں مذہب کو بے سود قرار دیتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی ہے آپ نے بتایا کہ دراصل مذہب کو چھوڑ دینے ہی کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں لوٹ کھسوٹ اور خود غرضی کا دور دورہ ہے۔

تقریر کے آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر فرمایا جس میں آپ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ طلوعِ اسلام جدید یہ سبھی ادیان کو آخری شکست دینے والا ہوگی۔ اور اس شکست کے نشان نمودار ہو رہے ہیں۔

تقریر کا مفصل متن انشاء اللہ اگلی اخبار میں شائع ہوگا۔

مکرم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم یونس احمد صاحب اسلم نے ایک نظم پڑھی اس کے بعد بعنوان

حقیقی اسلام مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ صوبہ بہار کی تقریر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام اس مذہب کا نام ہے جس کے اندر مسلم امن و امان کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ اور اس کا منتہائے نظر ہی قیام امن عالم ہے۔ اسلام کے لئے دو دور مقرر ہیں ایک دور کا آغاز حضرت رسول کریم صلعم کے ذریعہ اور دوسرے دور کا آغاز اسی سرزمین قادیان میں حضرت رسول کریم صلعم کے ظل و بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔ اور اسی کا نام اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔

فاضل مقرر نے موجودہ دنیا میں اسلام کی زبوں حالی اور علمائے اسلام کی گمراہ کن حالات کا بہترین رنگ میں نقشہ کھینچتے ہوئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی ضرورت کا اظہار فرمایا۔

انہوں نے اسلام کا پیش فرمودہ تمدنی نظام کا ... ذکر کرتے ہوئے ... کے لوازمات اور اس کی حرمت کو نہایت مفصل رنگ میں بیان فرمایا۔ اسی طرح اس معاشرے کے تمام ... غذائی مسئلہ کا حل بھی اسلام کی تعلیمات کی رو سے بیان فرمایا۔

موجودہ عالمی بحران کا حل اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی ہوئی۔ آپ نے سورۃ العصر کی تلاوت کرتے ہوئے موجودہ عالمی بحران کو ختم کرنے کے

لئے اسلام کی بتائی ہوئی تعلیمات پر مفصل رنگ میں روشنی ڈالی۔ آپ نے مختلف دلائل و شواہد سے ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے موجودہ عالمی بحران کا قرآن کریم کی بنیاد پر حل فرمایا ہے۔ اور موجودہ دنیا میں کوئی ایسا پیچیدہ مسئلہ نہیں جس کا حل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تعلیمات کی رو سے نہ فرمایا ہو۔ (یہ تقریر بھی انشاء اللہ بدر میں مفصل شائع ہوگی)

مکرم مولانا صاحب کی اس پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کے نتیجہ میں جلسہ ۱۲ بجے کے قریب اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا دوسرا اجلاس [illegible] رات کے ساڑھے آٹھ بجے زیر صدارت محترم قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور امیر قافلہ پاکستان منعقد ہوا۔ مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی حیدرآباد کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم مرزا بشیر احمد صاحب خادم کی نظم خوانی کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے زیر عنوان

اجتماعی مشکلات اور مسلمانان ہندوستان کی ذمہ داریاں

نہایت محنت اور مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی [illegible] غرض یہ ہے کہ [illegible] اسلام [illegible] الشریعۃ "دین اسلام" کو از سر نو زندہ کیا جا سکے اور شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا جا سکے۔ یہ اہم عظیم الشان کام ہے [illegible] جس کے لئے مسلمان ہر طرح سے [illegible] اس کی تکمیل کے لئے بہت بڑی بڑی قربانیاں درکار [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے [illegible] قابل خوش آئند [illegible] ہم پر بہت بڑی ذمہ داری [illegible] دیا۔

آپ نے بتایا کہ یہ زمانہ مالی قربانیوں اور روحانی جہاد کا زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ [illegible] خدا تعالیٰ کی راہ میں [illegible] فرچ [illegible] مسیح موعود علیہ السلام [illegible] فرمایا [illegible]

کی گئی ہے بتاتے ہوئے تاکید فرمائی ہے اور یہاں تک فرمایا کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہیں کرتا اس کا نام سلسلہ سے کاٹ دیا جائے گا۔ فاضل مقرر نے چندوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق روح پرور کلمات پڑھ کر سنائے۔ آپ نے بھی نظام وصیت اور تحریک جدید کی اہمیت کو واضح کیا۔ اور ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل دعائیہ اشعار کے ساتھ ختم فرمائی ؎

اے خدا دلبر من گناہم بخش
سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم
پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن
بنگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم مرزا حکیم محمد دین صاحب انچارج مبلغ میسور سٹیٹ نے مندرجہ ذیل عنوان پر تقریر فرمائی۔

قبولیت دعا کا شیریں پھل

محترم مولانا صاحب نے اپنی تقریر کی ابتداء میں خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں کی علامات بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی اور ان کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرمائی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ الذین آمنوا وکانوا یتقون۔ لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ..... ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

آپ نے ان آیات قرآنیہ کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے مقرب و متقی بندے کی علامت قبولیت دعا بیان فرمائی۔ قبولیت دعا کے لحاظ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل تھی۔ آپ کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا کہ عرب میں اتنا بڑا روحانی انقلاب برپا ہوا اور صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے۔ اور آئندہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے اپنا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ حضرت رسول کریم صلعم کا کامل اتباع بیان فرمایا۔ چنانچہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کی حیثیت رکھتے تھے خدا تعالیٰ نے قبولیت دعا کا نشان بنایا۔ اس ضمن میں فاضل مقرر نے کئی روح پرور واقعات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا پر دلالت کرتے ہیں بیان فرمائے۔

تیسرے دن کا پہلا اجلاس

جلسہ سالانہ کے آخری دن کا پہلا اجلاس جلسہ گاہ میں محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد منعقد ہوا۔ خاکسار محمد عمر کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم ملک محمود صاحب کی نظم خوانی کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر

قرآن کریم ایک بے نظیر اور عظیم الشان کتاب ہے

کے عنوان پر مکرم مولوی غلام المجیب راشد ایم۔ اے ابن محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی ہوئی۔ آپ نے نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں مذکورہ بالا مضمون پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ قرآن کریم وہ عظیم الشان صحیفہ ہے جو مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل ہے۔ قرآن کریم مذہب اسلام کی بنیاد ہے۔ یوں تو قرآن کریم کا مقابلہ کرنے والی کوئی کتاب دنیا میں موجود ہے اور نہ آئندہ کبھی تاقیامت رونما ہوگی۔ قابل مقرر نے قرآن کریم کے چار امور میں بے نظیر کتاب ہونے کے دلائل نہایت دلنشین اور دلچسپ انداز میں بیان فرمائے۔

آپ نے بیان فرمایا کہ قرآن کریم کا یہ اعلان ہے کہ میرا پیغام کسی خاص ملک یا زبان یا نسل [illegible] کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام جہان کے لئے ہے۔ چنانچہ اس کا بیان ہے

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیراً۔

انہوں نے مختلف دلائل و شواہد کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ یہ طرۂ امتیاز صرف اور صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔

(۲) قرآن کریم اپنے الفاظ و معانی کے لحاظ سے بے مثال کتاب ہے کہ اس نے کفار کو اس بات کا چیلنج کیا کہ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ کہ اس قرآن مجید کی سورتوں جیسی کوئی ایک سورۃ ہی بنا کر لے آؤ۔ وادعوا شہداءکم اور اس کے لئے اپنے تمام مددگاروں کو بھی بلاؤ۔ قرآن کریم نے نہ صرف چیلنج کیا بلکہ یہ پیشگوئی فرمائی کہ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا کہ تم قیامت تک اس کی نظیر نہیں لا سکتے ہو۔ یہ بھی قرآن کریم کا ایک امتیازی نشان ہے۔

(۳) تیسرا امتیازی نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی لفظی و معنوی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اس ضمن میں آپ نے حفاظت قرآن [illegible] مجددین اسلام کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

(۴) آپ نے دوران تقریر میں بتایا کہ قرآن مجید اپنی تاثیرات کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو انزلنا ہذا القرآن علیٰ جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ۔ کہ اگر یہ قرآن کریم کسی پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ اس کے رعب کی تاب نہ لا کر ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ چنانچہ قریش کے بڑے بڑے پہاڑ جیسے اشخاص کے دل موم کی طرح پگھل گئے۔ اس تعلق سے فاضل مقرر نے کئی واقعات بیان فرمائے۔ حضرت عمرؓ کا قبول اسلام اس بات کا شاہد ناطق ہے۔

اس تقریر کے بعد مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ ایل ایل۔ بی نے بعنوان

موجودہ ملکی و بین الاقوامی مسائل کا حل مذہب میں

تقریر فرمائی۔ آپ نے موجودہ اقتصادی مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے امیر و غریب کا امتیاز ذخیرہ اندوزی کے نقصانات اور موجودہ اقتصادی نظام کے نقائص وغیرہ امور پر اعداد و شمار کی روشنی میں بیان فرمایا۔ اسی طرح اشتراکیت کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے غذائی و زرعی مسائل پر بھی روشنی ڈالی۔ اور ان تمام مسائل کے حل کے لئے اسلام کی "آفاقی تعلیمات" کی وضاحت کی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں اس عالم کی برتری کے لئے اسلام کے تجویز فرمودہ ذرائع اور ان کی افادیت کی طرف رہنمائی کی۔ (یہ تقریر انشاء اللہ بدر میں شائع ہوگی)

ان ہر دو تقریروں کے بعد مکرم عبدالرشید صاحب [illegible] نے نہایت خوش الحانی سے ایک نظم سنائی۔

اس کے بعد کا پروگرام نہایت ہی ایمان

احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو اُجاگر کرنے والی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی نہایت شان و شوکت سے پوری فرمائی ہے۔

دنیا کے اطراف و اکناف میں تبلیغ اسلام کے فرائض بخوبی سر انجام دینے والے بعض مبلغین کو امسال جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق عطا ہوئی تھی۔ ان میں سے بعض نے زیر عنوان

غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے بعض ایمان افروز واقعات

اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے عظیم الشان کرشمے بیان فرمائے۔ چنانچہ مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب جن کو امریکہ اور فلپائن میں ۷ سال تک خدمت اسلام بجا لانے کی توفیق عطا ہوئی، اسی طرح حکیم محمد ابراہیم صاحب مبلغ مشرقی افریقہ، مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مبلغ مشرقی افریقہ نے مذکورہ عنوان پر تقریر فرمائی۔ اسی طرح مکرم یوسف عثمان صاحب۔ سواحیلی اور مکرم یوسف یاد سین صاحب۔ نے انگریزی میں تقریر کی۔ یہ دونوں افریقی طالب جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان دونوں تقریروں کا مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب نے ترجمہ سنایا۔ یہ تقریریں اتنی دلچسپ اور روح پرور تھیں کہ جلسہ گاہ سے لگاتار لگاتار نعرہ ہائے تکبیر بلند ہو رہے تھے۔

اس کے بعد تمام غیر ممالک کے مبلغین حضرات سٹیج پر تشریف لے آئے اور ان کا تعارف محترم مولوی نور الحق صاحب انور نے حاضرین کو کروایا۔ جب یہ مجاہدین اسلام سٹیج پر کھڑے ہوئے تو چاروں طرف سے کیمرے اپنا کام کر رہے تھے۔ جن مبلغین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف ہوا تھا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔

محترم حضرت میر سید داؤد احمد صاحب انگلستان

محترم چوہدری غلام یٰسین صاحب۔ امریکہ و فلپائن میں ۷ سال تبلیغ کی

〃 امین اللہ خان صاحب [illegible] ممالک۔ امریکہ میں ۴ سال تبلیغ کی

〃 چوہدری عنایت اللہ صاحب مشرقی افریقہ میں ۲۰ سال تبلیغ کی۔

〃 حکیم محمد ابراہیم صاحب۔ یوگنڈا (مشرقی افریقہ)۔ ۲۰ سال تبلیغ کی

محترم مولانا عنایت اللہ صاحب خلیل۔ یوگنڈا (مشرقی افریقہ) ۲۰ سال

〃 چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ۔ جرمنی۔ سیرالیون (مغربی افریقہ) ۶ سال

〃 مرزا لطف الرحمن صاحب۔ جرمنی۔ ٹوگو لینڈ غانا ۴½ سال

〃 مولوی نور الحق صاحب انور۔ امریکہ۔ کینیا۔ ۲۲ سال

〃 میر مسعود احمد صاحب۔ ناروے۔ ڈنمارک۔ سویڈن ۴ سال

〃 مولوی جلال الدین صاحب قمر۔ مشرقی افریقہ۔ مڈل ایسٹ۔ انگلستان ۳ سال

اس ایمان افروز پروگرام کے بعد اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلم جامعہ احمدیہ قادیان کی ہوئی۔ آپ نے

ہمارا زمانہ ایک عظیم الشان مصلح کا متقاضی ہے

کے عنوان پر بہت ہی معلومات سے پُر تقریر کی۔ آپ نے موجودہ زمانہ کی ضلالت کی حالت کا نہایت دلچسپ اور ناقابل تردید واقعات و حقائق کی روشنی میں نقشہ کھینچتے ہوئے ایک موعود اقوام عالم کی ضرورت کا اظہار فرمایا۔

یہ مؤثر تقریر بھی انشاء اللہ بدر کی آئندہ اشاعتوں میں شائع ہوگی۔

شکریہ

اس کے بعد محترمی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ ناظر دعوۃ و تبلیغ و افسر جلسہ سالانہ سٹیج پر تشریف لے آئے اور سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا اور اس کے بعد سرکاری افسران اور منتظمین جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے احسان کے نتیجہ میں یہ بندے کا فرض ہوتا ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرتا رہے تاکہ اُس کا فضل و احسان اور زیادہ رونما ہو۔ اسی طرح ہم سب کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے ہمیں اس دفعہ پھر یہاں جمع ہونے اور ان روحانی اجتماعات میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے حکومت پنجاب کے افسران کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم حکومت کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ اس نے اس بات کے لئے خصوصی طور پر انتظام فرمایا کہ پاکستان کے رہنے والے سینکڑوں احمدی افراد کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ قادیان دار الامان میں آکر اس روحانی و تقدیس سے پُر جلسہ میں شریک ہو سکیں۔ اور اسی طرح ان مقامات مقدسہ کی زیارت کر سکیں۔

آپ نے بتایا کہ حکومت کے اس حسن سلوک کی سب سے بڑی وجہ جماعت احمدیہ کا وہ مسلک ہے جو حکومت وقت کے ساتھ تعاون کے سلسلہ میں اس نے اپنایا ہے یعنی جماعت احمدیہ دیانتداری کے ساتھ اور ایمانداری سے فریضہ سمجھتے ہوئے بغیر کسی منافقت اور چاپلوسی کے حکومت وقت کی وفادار ہے۔

حکومت پنجاب نے نہ صرف زائرین مقامات مقدسہ کو زیارت کی اجازت دی بلکہ اس پاکستانی وفد کے استقبال کے لئے ایک وزیر صاحب خود سرحد پر تشریف لے گئے۔ اور مہمانان کا سرکاری طور پر نہایت اعلیٰ پیمانہ پر دعوت طعام کا انتظام کیا۔ اور بارڈر سے لے کر قادیان تک سرکاری اخراجات پر بسوں کا انتظام فرمایا۔ یہ حکومت ہندوستان کی عالی حوصلگی اور فیاضی کا ثبوت ہے۔ اسی طرح صاحبزادہ صاحب نے مقامی معززین بالخصوص سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کے غیر معمولی تعاون پر اور مقامی افسران حکومت کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جنہوں نے ہمارے جلسے کے انعقاد کے لئے ہر ممکن تعاون کیا۔

آپ نے آخر میں تمام منتظمین جلسہ سالانہ اور درویشان کرام کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے شب و روز مخلصانہ اور محبت کے ساتھ خدمات سرانجام دیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد محترم حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ نے ایک مختصر تقریر کے بعد ایک لمبی اور پُر سوز دعا کرائی۔ اس کے بعد صاحب صدر کی طرف سے جلسہ کی کارروائی کے اختتام کا اعلان ہوا۔

آخری اجلاس

جلسہ سالانہ کے آخری روز کا آخری شبینہ اجلاس زیر صدارت حضرت سید داؤد احمد صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ منعقد ہوا۔ حکیم حافظ عبد الرحمن کی تلاوت قرآن مجید کے بعد

ذکر حبیب

کے موضوع پر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے تیار کردہ ایک سیر حاصل اور ایمان افروز مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق کا ذکر کرنے کے بعد آپ کی شفقت علیٰ خلق اللہ کے متعلق نہایت ہی روح پرور واقعات درج تھے۔ آپ کا اپنوں اور دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک، عفو علیہ، ہمدردی بنی نوع انسان، ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی و شفقت وغیرہ امور پر روشنی ڈالی گئی۔ یہ مضمون بھی انشاء اللہ اخبار بدر میں قسط وار آئے گا۔

اس کے بعد مکرم قریشی یونس احمد صاحب اسلم نے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

احباب سے خطاب

بعدہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زریں خطاب سے نوازا۔

آپ نے اپنی تقریر میں بعض ابتدائیہ فقرات کہنے کے بعد فرمایا کہ پچھلے سال ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ کی تعمیر نو کے لئے تحریک کی تھی۔ اور اس پر اخراجات کا اندازہ قریباً تیس ہزار روپے لگایا گیا تھا۔ ایک مخیر دوست نے فوری طور پر اس تحریک پر لبیک کہا تھا اور فرمایا تھا کہ اس کے پورے اخراجات میں برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ان کی خواہش تھی کہ اس سال کے جلسہ سالانہ تک یہ عمارت مکمل ہو جائے۔ ان کی اس خواہش کے مطابق خدا تعالیٰ نے اس عمارت کی اسی سال تکمیل کرنے اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ تمام روکاوٹوں کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو اپنے حضور قبول فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو قادیان میں بھجوانے کی تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت کی ترقی وابستہ ہے اس بات سے کہ وہ خدمت اسلام کرے اور خدمت اسلام کے لئے ضروری ہے دینی علم حاصل کیا جائے۔ اس لئے اس موقعہ پر ہندوستان سے آئے ہوئے احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے پیش کریں اور قادیان بھجوا کر دینی تعلیم دلوائیں۔

محترم حضرت میاں صاحب نے خلافت ثالثہ کے قیام اور اس کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ انسان ایک محدود زندگی لے کر اس دنیا میں آتا ہے اور اس کی زندگی چند روزہ ہے اور اس کے بعد اس نے جانا ہے اور اس کا کام دوسرے لوگوں نے سنبھالنا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی جماعتوں کو کبھی بھی بے سہارا نہیں چھوڑتا ہمارا یقین و ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو بھی دوسرے انبیاء کی جماعتوں کی طرح قائم فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کو جاری فرمایا اور اس بات کی زندگی کا ثبوت بہم پہنچایا۔ خلافت اولیٰ کے بابرکت دور اور خلافت ثانیہ کے باون سالہ کامیاب دور کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافت ثالثہ قائم فرمائی ہے۔ خلافت ثالثہ کا یہ ایک سالہ دور اس بات کا زندہ ثبوت ہے۔

فراتے ہیں۔ جماعت کا کام نہایت تیزی سے آگے ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ اس لئے یہ دور بھی بہت مبارک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گو حالات اپنی جگہ پر ہیں۔ ہماری جماعت کو سیاست سے کوئی سروکار نہیں۔ بے شک بعض مجبوریوں کی بنا پر ہم اپنے آقا سے ملاقات نہیں کر سکتے لیکن ایک راستہ کھلا ہے اور وہ ہے خط و کتابت کا یعنی اپنے آقا اور امام جماعت کے ساتھ خط و کتابت۔ اسے ذریعہ ربط پیدا کریں خدا تعالیٰ نے امام کو ہماری بھلائی کے لئے ہی مقرر فرمایا ہے۔

آپ نے دوران تقریر بیان فرمایا کہ جس طرح انبیاء نہایت محبت و شفقت کرنے والے وجود ہیں اسی طرح خلفاء بھی اپنے اندر بے پناہ محبت و شفقت اپنے متبعین کے ساتھ رکھتے ہیں۔ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے موقعہ پر ایک ایسا مرحلہ بھی آیا تھا کہ درویشوں کو ابلی ہوئی گندم کھا کر گذارا کرنا پڑا تھا۔ جب حضور رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کو انتہائی دکھ پہنچا۔ اسی دوران آپ نے کسی صاحبزادہ کو بسکٹ کھاتے دیکھا تو بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے بھائی قادیان میں ابلی ہوئی گندم کھا کے گذارا کر رہے ہیں اور تم بسکٹ کھاتے ہو۔ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ہم جو آپ کی ملاقات سے محروم ہیں ہمیں چاہیئے کہ حضور کے ساتھ خط و کتابت کریں اور اس طرح ربط پیدا کریں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے اس خطاب کے بعد محترم صاحب صدر نے ایک لمبی اور پُر سوز اجتماعی دعا کروائی۔ اور اس طرح بفضلہ تعالیٰ اس مقدس و مبارک جلسہ کا آخری اجلاس رات کے ۱۰ بجے کے قریب نہایت خیر و خوبی سے اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۸ زبانوں میں تقاریر کا جلسہ

مورخہ ۷ر دسمبر کی صبح بعد نماز فجر محترم مولوی نور الحق صاحب انور کی زیر صدارت ۲۸ کے قریب مختلف زبانوں پر ایک تقریری پروگرام منعقد ہوا جس میں اندرونی و بیرونی ممالک سے آئے ہوئے احباب نے شرکت کی۔ اس کی رپورٹ علیحدہ درج کی جا رہی ہے۔

احباب کی روانگی مورخہ ۷ر دسمبر کی صبح حیدر آباد یادگیر، کیرلہ اور دیگر علاقوں سے آئے ہوئے افراد میں سے اکثر اپنے اپنے مقاموں کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور مورخہ ۸ر دسمبر کی صبح ۹ بجے پاکستان سے آئے ہوئے احباب دو بسوں میں واپس روانہ ہو گئے۔ ان کو الوداع کہنے کے لئے قادیان کے سارے درویشان کرام اور مہمان حضرات تشریف لائے ہوئے تھے ان کو اجتماعی دعاؤں اور نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے مالی قربانیاں اور سفر کی کوفتیں اور سردی کی شدت برداشت کر کے جو زائرین اس مقدس سرزمین میں تشریف لا رہے ہیں وہ کسی دنیوی منفعت اور تفریح طبع کی خاطر نہیں بلکہ اس کے پیچھے کام کرنے والی طاقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی تخت گاہ سے بے پناہ محبت و عقیدت ہے

ایک تاثر اور اس حقیقت سے غیر از جماعت افراد بھی متاثر ہوتے نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ خاکسار کے ایک زیر تبلیغ غیر احمدی دوست نے حیدر آباد سے قادیان دارالامان میں جو چٹھی لکھی ہے اس کا مندرجہ ذیل اقتباس اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"حیدر آباد اسٹیشن پر آپ لوگوں کے قافلہ کو دیکھ کر میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ یوں تو عرس وغیرہ میں لوگ اسی طرح جاتے ہیں۔ مگر میں نے دونوں میں نمایاں فرق محسوس کیا۔ مذہبی شوق اور تبلیغی سپرٹ احمدیوں کی ایک خاص خوبی ہے میں نے محسوس کیا کہ لوگوں کے پُر نور چہرے چیخ چیخ کر اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ اسلام اور احمدیت کیلئے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں پس یقیناً مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا پر دین کو مقدم رکھتے ہیں"۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس و مبارک جلسہ کے فیوض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین

۲۵ کے قریب مختلف زبانوں میں ایک دلچسپ تقریری پروگرام

از محترم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ حیدر آباد

آج سے قریباً ۸۰ سال قبل سرزمین قادیان سے ایک آواز بلند ہوئی کہ

"میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار"

لیکن اس آواز پر سوائے چند ایک کے کسی نے بھی کان نہیں دھرا تھا بلکہ آپ کو جاننے والا بھی دنیا میں کوئی نہ تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ

"امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم"

ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملتی ہے کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔
یأتیک من کل فج عمیق و یأتون من کل فج عمیق"

I shall give you a Large Party of Islam

چنانچہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی یہ پیشگوئی نہایت عظیم الشان رنگ میں پوری کر دی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ مقدس آواز ایک صور اسرافیل کی طرح اس گمنام بستی سے نکل کر سمندروں پہاڑوں اور جنگلوں کو چیرتی ہوئی زمین کے کناروں تک گونجنے لگی اور لاکھوں سعادت مند روحیں اس مقدس آواز پر لبیک کہنے لگیں۔ دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والے اور علاقوں میں بسنے والے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہونے لگے۔ یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

اس صداقت کی ایک جھلک مورخہ ۷ر دسمبر کی صبح مسجد مبارک قادیان میں دیکھنے میں آئی یعنی دنیا کی قریباً ۲۷ زبانوں میں اس وقت تقریریں ہوئیں جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں سے ایک اقتباس سنایا گیا۔

اس جلسہ کا آغاز زیر صدارت محترم مولانا نور الحق صاحب انور محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم عبد الرشید صاحب گلبرگی کی نظم کے بعد ہوا۔ اس جلسہ میں مندرجہ ذیل اقتباس ۲۷ زبانوں میں سنایا گیا۔

"اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو لوگوں کے دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

(کشتی نوح)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ آواز مسجد مبارک میں مندرجہ ذیل ۲۷ زبانوں میں گونجنے لگی۔

عربی۔ عبرانی۔ اردو۔ سپانش
اشانٹی۔ سواحیلی۔ سومالی۔
کنیامیزی۔ فینٹی۔ انگریزی۔
جرمنی۔ لوگنڈا۔ ملایالم۔ تامل
کرناٹک۔ تلگو۔ گورمکھی (پنجابی)
سنسکرت۔ ہندی۔ فارسی۔
اُڑیہ۔ کشمیری۔ یدروی۔
سندھی۔ گوجری۔ بنگالی۔
اور جنگلی۔

اس ایمان افروز منظر کے بعد محترم صاحب صدر نے مختصر خطاب فرمایا۔ اور دعا کے بعد یہ مبارک تقریب نہایت خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

اعلان نکاح

قادیان ۵ر دسمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک میں عزیزہ مبارکہ بیگم بنت مولوی کمال الدین احمد صاحب آف مدراس کا نکاح محترم ڈاکٹر اے پی عبد اللہ ایم بی بی ایس Farnham Hospital England کے ساتھ پانچ ہزار مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ